موقف الشيعة الإثنا عشرية من الأئمة الأربعة

للشيخ خالد بن أحمد الزهراني

ائمہ اربعہ کی مختصر سوانح حیات

ائمہ اربعہ کے متعلق شیعہ کے نظریات

ترجمہ

ابو خالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

سلطانة

موقف الشيعة الاثنا عشرية من الأئمة الأربعة

للشيخ خالد بن احمد الزهراني

ائمہ اربعہ کی مختصر سوانحِ حیات
ائمہ اربعہ کے متعلق شیعہ کے نظریات

ترجمہ

ابوخالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

مراجعہ

عبدالصبور عبدالنور ندوی

عبدالرحمٰن عبداللہ سلفی

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة ، ١٤٣٥ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الزهراني ، خالد بن أحمد
موقف الأثنا عشرية من الائمة الأربعة / أردو / خالد بن أحمد الزهراني ؛ جاويد أحمد سعيدي - الرياض ، ١٤٣٥هـ
١٠٨ ص ؛ ١٢ × ١٧ سم
ردمك: ٨-٤٤-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨
١- الشيعة-نقد ٢- الائمة الأربعة ٣- الأثنا عشرية (فرقة شيعية) أ- سعيدي ؛ جاويد أحمد (مترجم) ب- العنوان
ديوي ٢٤٧ ١٤٣٥/٥٣٢٢

رقم الايداع: ١٤٣٥/٥٣٢٢
ردمك: ٨-٤٤-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨

ائمہ اربعہ کے متعلق [فرقہ] شیعہ اثنا عشریہ کا نقطہ نظر

اللہ تعالیٰ ہی ہر طرح کی تعریف کا سزاوار ہے، انبیاء اور رسولوں میں سب سے باعزت، امانت دار وراست باز ہستی محمد بن عبداللہ کے اوپر اور آپ کی اولاد کے اوپر اور آپ کے تمام صحابہ کے اوپر اور تا قیامت آپ [صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں پر بیش بہا درود وسلام نازل ہوں.

یہ بات معروف ہے کہ جہالت کی تاریکیوں میں اور ہدایت نبوی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے پہلوتہی اختیار کرنے کی صورت میں بدعات کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور عصر حاضر میں جن بدعتوں کا بڑا چرچا ہے انہیں میں سے شیعہ اثنا عشریہ کی بدعت ہے، ہم اس بحث میں شیعہ اثنا عشریہ کا ائمہ اربعہ [ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ] کے تعلق سے کیا نقطہ نظر ہے- پیش کریں گے، کیونکہ اثنا عشریہ کا طبقہ صحابہ کرام کے بعد ائمہ اربعہ ہی کو ہدفِ ملامت بناتا ہے، وجہ یہ ہے کہ ان ائمہ کی شہرت بہت زیادہ ہے ، دنیا ان کے بارے میں جانتی ہے، ان ائمہ نے اپنے پیچھے کتاب اللہ اور سنت رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] سے ماخوذ فقہی مذاہب [ترکہ میں] چھوڑے، اور مرور زمانہ کے ساتھ متعدد علمی مدارس [فقہی مذاہب

]نے ان کی اتباع کی ہے،اوران ائمہ نے ہمیں وہ عظیم علمی میراث دیا جس کی بنیادانھوں نے اپنی فہم کے اعتبار سے کتاب اللہ،سنت مطہرہ اورفقہ صحابہ پررکھی ہے، یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جوسرزمین عراق میں عبداللہ بن مسعود کی فقہ کے وارث قرار پائے ،امام مالک ان اہل مدینہ [صحابہ] کی فقہ کے وارث قرار پاتے ہیں جو اسلام کے سرچشمہ اور افضل الخلائق [نبی کریم [صلی اللہ علیہ وسلم]] کے ہم نشین تھے.

ہم اس کتابچہ میں یہ وضاحت اس بنا پر کرنا چاہتے ہیں تا کہ کوئی سمجھنے والا یہ نہ سمجھے کہ شیعہ اثنا عشریہ کوئی پانچواں فقہی مذہب ہے، بلکہ ہمارا یہ کہنا ہے کہ ائمہ اربعہ کا اصول دین کے اوپر ہے[اوران کا کہنا ہے] کہ رفض (شیعت) کاتعلق ایک بدعت سے ہے.

میں یہ واضح کردوں کہ جب میں اپنی بحث کے دوران ائمہ اربعہ[ابو حنیفہ مالک شافعی اوراحمد بن حنبل] کے تعلق سے اثنا عشریہ کے نقطۂ نظر کی جانکاری میں منہمک تھا اس وقت متعدد لائبریریوں کا چکر کاٹنے کے دوران مجھے ائمہ اربعہ سے ان کی عداوت کا پتہ چلا ، بلکہ فرقہ اثنا عشریہ سے تعلق رکھنے والے کچھ ساتھیوں کے ذریعہ مجھے متعدد مراجع اوران کی ڈھیر ساری

ایسی کتابوں کا سراغ لگا جو کتابیں ان ائمہ اعلام سے عداوت کے نقطہ نظر کو واضح کرتی ہیں اوران کی بنیاد کسی علم واعتماد پر نہیں بلکہ انہوں نے یہ کتابیں آپس میں نقل کی ہیں، اسی دوران کچھ ساتھیوں کے ساتھ بات چیت اور تبادلہ خیالات کرتے وقت پتہ چلا کہ ان کی اکثریت ان کتابوں میں موجود الزامات اور چغلخوریوں کو نقل کرتی رہتی ہے، ٹھیک اسی دوران ابتداء کچھ ساتھیوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ یہ ملامت و مذمت ان کے علماء کا ایک منصب ہے جس کی تعبیر انہوں نے میرے سامنے وہابیت سے کی وہ یہ کہ یہ حضرات بھی ائمہ اربعہ کا احترام کرتے ہیں.

اس کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ ان میں اکثریت کے پاس سوائے منطق استدلال اور کٹ حجتی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے [کچھ نہیں جانتے ہیں] جب کہ ہر انصاف پسند اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ان چاروں سنی مذاہب کا وجود دوسری صدی ہجری میں ہوا ہے اور شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب تو تیرہویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے، اس کے بعد تو میں نے ٹھان لیا اور اللہ کے اوپر اعتماد کرتے ہوئے اور اس سے دعا کرتے ہوئے اس کتاب کی تالیف کی خاطر استخارہ کیا، جو کتابچہ غور وفکر اور تدبر و تفکر کے

اعتبار سے نوزائیدہ ہے، اے اللہ! تو ہر گمراہ کو راہ حق کی ہدایت دے اور ہمارے نبی محمد اور آپ کی اولاد اور آپ کے تمام ساتھیوں کے اوپر درودو سلام نازل ہوں.

خالد بن احمد الزہرانی

پہلی فصل: ائمہ اربعہ کے تعلق سے ایک مختصر سی جھلک

امام ابوحنیفہ نعمان رحمہ اللہ ۸۰ تا ۱۵۰ ہجری

آپ کا نام ونسب:

آپ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت فارسی ہیں، آپ کے دادا کا تعلق کابل سے تھا، ملک کے فتح ہونے کے وقت آپ حوالہ زنداں کئے گئے پھر رہا کردئے گئے، امام ابوجنیفہ کا تعلق اگرچہ غلام خاندان سے تھا، مگر آپ اور آپ کے والد کے اوپر آزادی کا اطلاق نہ ہوا، اور آپ آزاد طبیعت کے مالک تھے.

آپ کی جائے ولادت اور آپ کی پرورش و پرداخت:

اکثر سیرت نگاروں کی تاریخ کے اعتبار سے ابوحنیفہ کوفہ کے اندر ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے، پلے بڑھے، اور اپنی زندگی کا اکثر لمحہ تعلیم وتعلم میں گزارا، آپ کے والد ثابت کی ولادت اسلام کے اوپر ہوئی، بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی ملاقات علی بن ابوطالب سے ہوئی ہے اور انہوں نے ان کے حق میں اور ان کی اولاد کے حق میں دعائے برکت فرمائی ہے.

امام ابو حنیفہ کی پرورش ایک خالص اسلامی گھرانے میں ہوئی آپ نے اپنی زندگی کا آغار ایک تاجر کی حیثیت سے کیا پھر فقیہ دوراں -امام شعبی - نے ان کے اندر آثار ذکاوت اور فکری بالیدگی کو دیکھ کر تجارت کے ساتھ ساتھ علماء سے ملاقات کرنے کی جانب ان کو توجہ دلائی اور پھر آپ تجارت کی پرواہ کئے بغیر علم کی جانب متوجہ ہو گئے.

آپ کی علمی تگ ودو:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے اسلامی علوم کو حاصل کرنے میں جٹ گئے ، عاصم کی قراءت پر قران کریم حفظ کیا، حدیث سیکھی، نحو وادب اور شعر کی تھوڑی بہت جانکاری لی، اور اعتقادات اور ان سے متعلق مسائل میں مختلف فرقوں کا مدارسہ کیا، پھر آپ فقہ کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کے اوپر ڈٹ گئے اور اپنی ساری فکری توانائی اس میں لگا دی اور اپنے فقہ کو اختیار کرنے کے دروان اپنا یہ قول ذکر کیا: کہ جب جب میں نے اسے الٹا پلٹا اور گھمایا تو یہ نکھرتا ہی گیا اور میں نے سمجھا کہ فریضہ کی ادائیگی اور دین کا قیام اورعبادت اور دنیا اور آخرت کا حصول اس کو جانے بغیر نہیں ہوسکتا.

پھر فتویٰ کی جانکاری حاصل کرنے کے لئے آپؒ نے اپنے زمانہ کے

بڑے مشائخ کا رخ کیا، اپنی عمر کے ۲۲ ویں برس میں اپنے شیخ حماد بن ابو سلیمان مذکان کے پاس جاپہونچے اوران کی وفات ہونے تک ان کے ساتھ رہے، اس وقت امام ابوحنیفہ کی عمر چالیس برس تھی.

ابوحنیفہ اپنے شیخ حماد بن ابوسلیمان مذکان کی معیت میں ضرور رہتے تھے، مگراس دوران آپ بکثرت حج کی نیت سے بیت اللہ الحرام کا رخ کیا کرتے، مکہ مدینہ کے فقہاء اور محدثین وعلماء سے ملاقاتیں کرتے، ان سے احادیث کی روایت کرتے، ان کے ساتھ فقہی مذاکرات کرتے، اوران کے پاس موجود اسناد کا مدارسہ کرتے.

تابعین کو جہاں کہیں پاتے ان کے پیچھے ہو لیتے اور خاص طور پران کی تاک میں رہتے جن کی ملاقات ان صحابہ کرام سے ہوئی ہو جن کو فقہ اور اجتہاد میں ممتاز مقام حاصل تھا اور وہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: کہ میں نے فقہ عمر اور فقہ عبداللہ بن مسعود اور فقہ ابن عباس ان کے ساتھیوں سے حاصل کی ہے.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنی عمر کی چالیسویں برس میں اپنے شیخ حماد کی مجلس [مسجد کوفہ] میں بیٹھ کر اپنے شاگردوں کے پیش آمدہ فتوؤں اوران

امور کو حل کرنے میں لگ گئے جو آپ کی خدمت میں حاضر کئے جاتے اور مضبوط عقل سلیم سے شبیہ کا قیاس شبیہ سے اور مثل کا قیاس مثل سے کرنے لگے.

یہاں تک کہ آپ نے وہ فقہی طریقہ بنایا جس سے مذہب حنفی کا اشتقاق ہوا.

آپ کے اخلاق:

ابو حنیفہ رحمہ اللہ بڑے دیندار اور بڑے زاہد اور بکثرت عبادت کرنے والے تھے، دن کو روزہ رکھتے، رات کو قیام کرتے، اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے، اور اللہ کی اطاعت میں خشوع برتتے، تیس برس تک قیام اللیل کیا اور قرآن کریم تو آپ کا مونس وساتھی ہوا کرتا تھا.

سخاوت اور عفو درگزر آپ کے اخلاق کا ایک حصہ تھا، آپ اپنی تجارت میں تھوڑے بہت منافع پر اکتفا کرتے، مگر آپ کی پرہیزگاری کی بنا پر بہت سارے فائدے حاصل ہو جاتے تھے اور اپنے بارے میں اللہ کے فضل کا اعتراف کرتے ہوئے اکثر مال آپ مشائخ اور محدثین کے اوپر خرچ کیا کرتے تھے.

آپ کے تعلق سے فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ: ابوحنیفہ ایک فقیہ شخص اور فقہ میں معروف تھے، کشادہ مال والے تھے، ہر کس و ناکس کے اوپر صدقہ کرنے میں معروف تھے، رات و دن علم کے حصول پر صبر کرتے بہتر رات والے [تہجد گزار] طویل خاموشی والے، تھوڑی بات چیت کرنے والے تھے، یہاں تک کہ حلال و حرام کے تعلق سے جب کوئی مسئلہ در پیش ہوتا تو بادشاہ کے مال سے بچتے ہوئے حق کی جانب رہنمائی کر دینا مناسب تصور کرتے.

آپ کا علمی مقام و مرتبہ اور آپ کے علمی مصادر:

امام ابوحنیفہ بذات خود فقیہ تھے، اپنی فکر کے اندر آپ نے مستقل ایک مسلک اپنایا، اس میں گہرائی کو پہونچے اور نسل در نسل آپ کی پذیرائی ہونے لگی، آپ کی سیرت عطر بیز ہوگئی [بہت مشہور ہو گئے] کسی عالم کا بیان ہے کہ : میں نے ابوحنیفہ کے یہاں پانچ برس تک قیام کیا تو میں نے ان سے طویل خاموشی والا کسی اور کو نہیں پایا، جب ان سے کوئی فقہی مسئلہ دریافت کیا جاتا آپ جب منہ کھولتے تو دریا بہاتے [علم کا سمندر تھے] اور میں نے کلام کے اندر ان کی آواز مباہلہ کو سنا ہے، اسی طرح ان کے ہم عصر زاہد و پرہیزگار

عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ: آپ تو علم کا مغز ہیں، آپ نے خلاصہ علم کو پایا ہے اور اس کے اندر اس کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں.

آپ کے اوصاف:

ابو حنیفہ کے اندر ایسی خوبیاں تھیں جن کی بدولت آپ علماء کے درمیان مانند چوٹی قرار پائے برحق مضبوط ثقاہت والے دور اندیش حقائق پر گہری نظر رکھنے والے ایسے حاضر جواب کہ افکار خود بخود آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے، اس عالم کے اوصاف آپ رحمہ اللہ اپنے نفس پر کنٹرول رکھتے، اپنے جذبات کے اوپر قابو رکھتے، پیش آمدہ کلمات سے کھلواڑ نہیں کرتے، اور عبارتیں آپ کو حق سے دور نہیں کرتیں آپ کہتے تھے کہ: اے اللہ جس کا سینہ ہمارے واسطے تنگ ہوگیا ہے، ہم اس کے لئے کشادہ ہیں، اور آپ کو فکری استقلال حاصل تھا جس نے آپ کو اس قابل بنادیا کہ کتاب وسنت اور صحابی کے فتوی کے علاوہ اپنی رائے کی جانب مائل نہ ہوتے.

جویائے حق میں بے لوث تھے جس سے آپ کا دل منور ہوگیا، اور آپ کی بصیرت میں چار چاند لگ گیا، حق ہی آپ کا مقصد ہوا کرتا، خواہ

غالب ہوں یا مغلوب ہو جائیں، اور یہ آپ کے اخلاص کی دین تھی کہ آپ نے اپنی رائے کے متعلق کبھی یہ تسلیم نہ کیا کہ وہی اکیلے برحق ہیں، بلکہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا قول ایک قسم کا اجتہاد ہے، اپنی استطاعت کے اعتبار سے یہ سب سے بہتر اجتہاد ہے، جو ہم سے بہتر کوئی قول لے کر آئے تو وہ درستگی میں ہم سے بہتر ہے.

یہ وہ کچھ اوصاف تھے جن کی بنا پر امام ابو حنیفہؒ فقیہ بنے، اور ہر اس روحانی غذا سے اس فقہ کو فائدہ پہونچایا جو آپ تک پہنچا.

آپ کے مشائخ:

امام ابو حنیفہ کی ملاقات بہت سارے ایسے لوگوں سے ہوئی جو صحابہ میں سے تھے، ان میں سے انس بن مالک اور عبداللہ بن ابی اوفی اور سہل بن سعد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہیں، مگر ان سے روایات نہیں کیا، کیونکہ ان سے ملاقات کے وقت آپ کم عمر تھے، لیکن علماء کا اتفاق ہے کہ آپ نے کبار تابعین سے ملاقات کی ہے اور ان کی ہم نشینی وصحبت اختیار کی ہے اور ان سے روایت کی ہے اور ان کے فقہ کو حاصل کیا ہے.

کہتے ہیں کہ میں علم وفقہ کے سرچشمہ میں تھا، تو میں نے اہل فقہ کی ہم

نشینی اختیار کی اور ان کے فقہاء کے فقیہ سے ملاقات کی ہے.

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی زندگی علمی ماحول میں گزری ہے ،آپ نے علماء کی صحبت اختیار کی اور ان کے مناہج بحث سے واقف ہیں، پھر ان میں سے اس فقیہ کا انتخاب کیا جس کے اندر آپ کو وہ علامات ملیں جن سے آپ کا علمی اشتیاق کو اطمینان حاصل ہوا، اور وہ حماد بن ابی سلیمان ہیں کہ عراقی فقہ آپ ہی کے زمانہ میں آپ تک اختتام پذیر ہوتا ہے، آپ ان کے ساتھ ۱۸ برس تک رہے.

حماد نے اپنی اکثر فقہ فقیہ الرئے ابراہیم نخعی سے پڑھی ہے، جس طرح فقیہ اثر شعبی سے پڑھی ہے اور انہیں دونوں پر عبداللہ بن مسعود اور علی بن ابو طالب ([صحابہ] کا فقہ اختتام پذیر ہوتا ہے اور ان کی جائے اقامت کوفہ تھی اور اہل کوفہ کے لئے انہوں نے عظیم فقہی میراث چھوڑا ہے.

آپ کے مشائخ میں سے عطاء بن ابو رباح ہیں جنہوں نے ابن عباس کے علم کا نچوڑ ان کے غلام عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور جب تک یہ بیت اللہ الحرام کے پڑوس میں رہتے ابوحنیفہ ان کے ساتھ ساتھ رہتے.

انہیں میں سے نافع مولی ابن عمر ہیں اور ابوحنیفہ نے ان سے ابن عمر

اور عمر کے علم کو حاصل کیا ہے.

اس طرح امام ابو حنیفہ کے پاس عمر اور علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر کا علم ان لوگوں کے واسطے سے جمع ہوگیا، کیونکہ آپ نے ان تابعین سے یہ علم حاصل کیا جن تابعین نے ان صحابہ سے حاصل کیا، اللہ تمام کے اوپر رحم فرمائے.

امام ابو حنیفہ نے انہیں فقہاء کی شاگردی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس سے آگے اہل بیت کے ائمہ کے سامنے شرف تلمذ تہ کیا، ان سے مدارسہ کیا ہ، جن میں سے زید بن علی زین العابدین اور محمد الباقر اور جعفر صادق اور عبداللہ بن حسن بن حسین ہیں.

آپ کی آزمائش اور آپ کی وفات:

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی چیلنجوں اور خطرات سے بھری ہوئی تھی، آپ نے بنو امیہ اور بنو عباس دونوں حکومتوں کو پایا، جب امویوں میں سے کوفہ کے والی کے بیٹے نے آپ سے اپنے ساتھ کام کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے انکار کر دیا، آپ حوالہ زنداں کئے گئے، اور آپ کو اذیتیں دی گئیں پھر آپ نے وہاں سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لی اور ۱۳۰ سے لے کر ۱۳۶ تک

اسی کو اپنی جائے پناہ بنائی، اور فقہ اور حدیث کی خدمت پر لگ گئے، مکہ میں رہ کر وہ علم طلب کرنے لگے، ابن عباس نے جس علم کو میراث میں چھوڑا تھا.

جب حکومت عباسیوں کے ہاتھوں میں آئی تو جانبِ کوفہ پھر سے روانہ ہوئے، ان کے حق میں اپنی بیعت کا اعلان کر دیا، اور کوفہ کی مسجد کے میں اپنے درس کے حلقات میں لگ گئے اور حکومت عباسیہ کے ساتھ بیعت رہے، مگر ظاہر یہ ہوتا ہے کہ آپ نے اہل بیت میں سے علی کے بعض بیٹوں کے تعلق سے خلیفہ منصور کے نقطہ نظر کے اوپر نکتہ چینی کی اس وقت خلیفہ کے ارد گرد بہت سے لوگ تھے جو ابو حنیفہ سے حسد کرتے تھے اور منصور کو آپ کے خلاف ورغلاتے رہتے تھے، جب خلیفہ منصور نے آپ کے سامنے آپ کے اخلاص کا امتحان لینے کے لئے منصب قضا کو پیش کیا تو امام نے گناہ میں واقع ہونے سے بچتے ہوئے منصب کو قبول فرمانے سے معذرت کر لی، کیونکہ آپ قضا کو ایک خطرناک منصب خیال تھے جس کی ذمہ داریاں نبھانے پر ان کا نفس قادر نہیں تھا، انکار کرنے کی وجہ سے سخت آزمائش سے دوچار ہوئے، کیونکہ خلیفہ منصور کو اس سے موقع ہاتھ لگا، آپ کو قید کیا گیا اور تکلیف دی گئی پھر فتوی دینے کی خاطر جیل خانہ سے نکالے گئے، مسائل کا

مراجعہ کرتے اوراس میں کوئی فتویٰ نہیں دیتے، دوبارہ حوالہ زنداں کیئے گئے پھر رہا کیئے گئے اور فتوی بازی سے اور گھر سے نکلنے اور لوگوں کے ساتھ میل ملاقات کرنے سے آپ کو منع کردیا گیا، اسی حالت میں صحیح قول کے مطابق وقت وفات ۱۵۰ ہجری تک رہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کی وفات قیدخانہ میں قتل کی حالت زہرنوشی کی وجہ سے ہوئی.

آپ نے یہ وصیت کی تھی کہ آپ کو خیزران کی سرزمیں میں دفن کیا جائے، آپ کو وہاں لے جایا گیا، جولوگ آپ کی نماز جنازہ میں حاضر ہوئے وہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد تقریبا پچاس ہزار بتلاتے ہیں اور منصور نے آپ کے دین اور آپ کی پرہیزگاری کا اعتراف کرتے ہوئے خود آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ کون آپ سے مجھے زندہ اور مردہ کی حالت میں معذور سمجھے گا؟ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ کے اوپر رحم فرمائے اور آپ سے راضی اور خوش ہو.

امام مالک بن انس امام دار الہجرۃ
۹۳ تا ۱۷۹ ہجری

آپ کا نام ونسب:

آپ ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر بن حارث بن غیمان بن جثیل بن عمرو بن حارث اصبحی ہیں.

آپ کی پرورش وپرداخت:

امام مالک علمی گھرانوں کے ایک باعزت گھرانے میں پیدا ئے ،آپ کے دادا مالک بن ابو عامر بڑے تابعین اور علماء میں سے تھے، اپنے دادا مبارک کے ساتھ دینی مہم میں شریک ہوئے ، جو مہم تیسرے خلیفہ راشد عثمان بن عفان کے زمانہ حکومت میں قران کو تحریر کرنے کی تھی ،آپ کے دادا مالک ان میں سے تھے جنہوں نے اس کو لکھا، جس وقت کچھ بارز شخصیتیں ہی اس زمانہ میں اس مہم کو انجام دینے کے لئے ظاہر ہوئیں.

امام مالک کے بھائی نضر علماء کے ساتھ رہتے تھے، ان سے سیکھتے ، یہاں تک کہ مالک نے جب ان کے ساتھ رہنا شروع کیا تو نضر کے بھائی

سے جانے جاتے تھے، جب مالک شہرت ان کے مشائخ کے درمیان ہو چکی تو نضر مالک کے بھائی سے جانے جانے لگے.

جس ملک کے عام ماحول میں آپ نے بود و باش اختیار کی وہ علم وعرفان اور لیاقتوں سے عبارت تھا کیونکہ یہ رسول اعظم محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کا شہر شریعتوں کی جگہ، نور کا ٹھکانہ، پہلی اسلامی حکومت کا مرکز، اور اموی دور کے علماء کا مرجع تھا یہاں تک کہ عراق میں ابن مسعود لوگوں کے استفسار پر جب فتوی دے چکے ہوتے اور مدینہ واپس آتے اور اپنے فتوی کے خلاف پاتے تو اپنی سواری سے اس وقت تک نہ اترتے، جب تک کہ لوٹ نہ جاتے اور فتوی دینے والے شخص کا نام نہ بتا دیتے.

اس خاص و عام ماحول میں مالک پلنے بڑھنے لگے، اپنی زندگی کے آغاز میں قران یاد کیا، اس کے بعد حدیث حفظ کرنے پر متوجہ ہوئے، اور علماء کی ہم نشینی اختیار کی.

آپ کی علمی تگ و دو اور آپ کا علمی مقام:

امام مالک رحمہ اللہ علم کی تلاش میں اور صبر اور پوری کوشش اور لگن کے ساتھ اس میں اپنے آپ کو لگا دیا، علماء کو ان کے گھروں سے مسجد کی جانب

نکلنے کی تاک میں رہتے، امام مالک نے خود یہ بیان کیا کہتے ہیں کہ: وہ ابن ہرمز سے سات سال تک ان کے علاوہ سے نہیں ملے اور آپ دن چڑھے سے رات تک ان کے ساتھ رہتے اور ابن ہرمز نے آپ کے اندر شرافت دیکھی اور ان کے بارے میں روشن مستقبل کی خبر دی، انہوں نے اپنی لونڈی سے ایک روز کہا کہ دروازے پر کون آیا ہے؟ اس نے مالک کو دیکھا تو کہا کوئی نہیں وہی تو فرمایا کہ: اس کو بلاؤ وہ تو لوگوں کا عالم ہے.

جس طرح امام مالک رحمہ اللہ لگا تار جان فشانی کرتے رہتے اور پوری کوشش اور صبر ومحنت کے ساتھ اس میں لگ گئے، امام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں عید کو حاضر ہوا تو میں نے کہا کہ: اس دن ابن شہاب تنہائی میں رہتے ہیں تو میں عید گاہ سے نکلا اور ان کے دروازہ پر بیٹھ گیا تو میں نے ان کو اپنی لونڈی سے کہتے ہوئے سنا کہ دیکھو کون دروازے پر ہے، تو میں نے اس کو ان سے کہتے ہوئے سنا کہ وہی اشقر مالک ہے تو کہا کہ: اس کو اندر آنے دو تو کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنے گھر نہیں لوٹے؟ تو میں نے جواب دیا کہ نہیں کہا کہ کچھ کھایا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ نہیں کہا کہ کیا کھانا کھانا چاہتے ہو تو میں نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، تو کہا کہ پھر کیا

چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کیجئے، تو کہا کہ لاؤ تو میں نے اپنے دفتر نکالے، انہوں نے مجھ سے چالیس احادیث بیان کیں، تو میں نے کہا کہ اور بیان کیجئے تو کہا کہ بس کافی ہے تمہارے لئے اگر تم نے یہ احادیث کی روایت کی تو تم حفاظ میں سے ہو، میں نے کہا کہ میں نے ان کی روایت کردی ہے تو میرے ہاتھ سے دفتر کھینچ لئے اور کہا کہ بیان کرو تو میں نے ان کو بیان کرڈالا اور دفتر مجھے واپس کردیا اور کہا کہ جاؤ تم علم کے ایک برتن ہو.

امام مالک نے نافع مولی ابن عمر سے بھی فائدہ اٹھایا، ان کے علم سے بہت محظوظ ہوئے، امام مالک اس بارے میں کہتے ہیں کہ: میں ان کے پاس دوپہر کو آتا اور آفتاب سے بچنے کے لئے کوئی سایہ نہیں ہوتا، اور جب ایک لمحہ تک آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا تو محسوس ہوتا کہ گویا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے، میں آپ کا سامنا کرتا اور آپ سے سلام کرتا یہاں تک کہ جب داخل ہوتے تو میں ان سے کہتا کہ ابن عمر نے اس اور اس معاملہ میں کیا فرمایا تو آپ مجھ کو جواب دیتے.

اسی طرح ہم یہ چیز دیکھتے ہیں کہ: مالک نے تلاش علم میں کوئی کسر نہیں

چھوڑی جس طرح اس کے جمع کرنے میں کوئی مال نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ ان کے شاگرد ابن قاسم کہتے ہیں کہ: مالک تلاش علم میں اس قدر لگ گئے یہاں تک کہ ان کے گھر کی چھت ڈھہ گئی تو اس کی لکڑیوں کو فروخت کر ڈالا پھر تو دنیا آپ کے خلاف پل پڑی.

جب مالک کی فکر پختگی کو پہنچی اور آپ نوجوان ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں درس اور فتوی کے لئے بیٹھ گئے، اور یہ سب کچھ ان کے مشائخ کا ان کے متعلق توثیق کرنے اور ان کے یہ ثابت کرنے کے بعد ہوا کہ آپ اس قابل ہیں اور آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میں حدیث اور فتویٰ کے لئے اس وقت بیٹھا جب ستر علماء و مشائخ نے یہ گواہی دی کہ میں اس جگہ کا اہل ہوں اور انہیں میں سے زہری اور ربیعہ ہیں اور آپ اپنا عمدہ جملہ دہراتے رہتے کہ: اس شخص کے اندر کوئی خیر نہیں جو کسی حال کو اپنے لئے مناسب سمجھے اور غیروں کو اس کا اہل نہ سمجھے.

آپ رحمہ اللہ سے جب کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جسے آپ نہیں جانتے تو کہتے کہ: میں نہیں جانتا اور آپ کے شیخ ابن ہرمز نے اس جملہ کو اختیار کر لیا اور اپنے شیخ سے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن ہرمز کو کہتے

ہوئے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ مناسب ہے کہ عالم اپنے ہم نشینوں کو لاادری قول وراثت میں دے تا کہ یہی جملہ ان کے لئے مرجع قرار پائے جس کی طرف وہ لپکیں ، جب ان میں سے کسی سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جائے جسے وہ نہیں جانتا، تو کہے لاادری [میں نہیں جانتا ہوں] اور مالک نے علماء کا ایک بڑا حصہ حاصل کیا ہے، ان کے تعلق سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ان سے زیادہ سریع الجواب اور پختگی نقد والا کسی اور کو نہیں پایا، اور ابو یوسف نے آپ کے فضل کی شہادت دی تو آپ کے تعلق سے کہتے تھے کہ میں نے تین سے زیادہ کسی کو زیادہ جانکار نہیں پایا مالک اور ابن ابی لیلی اور ابوحنیفہ جب کہ آخر کے دونوں ان کے مشائخ میں سے تھے لہٰذا مالک کو ان کے مرتبہ میں رکھا.

آپ کے تعلق سے آپ کے شاگرد امام شافعی فرماتے ہیں کہ: مالک تابعین کے بعد اللہ کی اس کی مخلوق پر حجت ہیں، مالک میرے استاد ہیں اور میں نے ان سے علم سیکھا ہے، مالک میرے معلم ہیں اور مالک سے زیادہ میرے اوپر احسان کرنے والا کوئی نہیں اور میں نے آپ کو اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنایا ہے.

امام احمد بن حنبل اس بارے میں کہتے ہیں کہ: مالک اہل علم کے سرداروں میں سے ایک سردار ہیں، آپ حدیث اور فقہ کے امام ہیں، اور مالک جیسا کون ہے؟ عقل وادب کے ساتھ گزرے ہوؤں آثار کے پیروی کرنیوالے ہیں.

اور تابعین اور تبع تابعین نے امام مالک کے بارے میں یہ تاویل کی ہے کہ آپ وہ عالم دین ہیں رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے حدیث شریف میں جس کی بشارت دی ہے ہوسکتا ہے کہ لوگ علم کی تلاش میں اونٹوں پر سوار ہوکر رخت سفر باندھیں اور ان کو مدینہ کے عالم سے زیادہ جانکار کوئی اور نہ ملے

اس حدیث کو امام ترمذی نے الجامع کے اندر ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے [۲٦٨٠].

آپ کی آزمائش:

مالک دور عباسی میں ابو جعفر منصور کے زمانہ میں آزمائش میں مبتلا کیئے گئے، جس وقت والی مدینہ منورہ نے ان کے اوپر مار کر ظلم کیا اور وہ خلیفہ منصور کا چچا تھا اور ١۴٦ ہجری میں چغلخوروں نے امام مالک کے خلاف چغلی کی

اور کہا کہ مالک فتوی دیتا ہے کہ مجبور کئے جانے والے کے اوپر قسم [کفارہ] نہیں ہے، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگوں نے جبرا آپ کے ہاتھ پر جو بیعت لی ہے، مالک اپنے فتویٰ سے اس کو منسوخ کررہا ہے تو والی مدینہ نے آپ کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور ستر کوڑے ایسے مارے جس نے آپ کو کمزور کردیا اور تھکا دیا.

اور مسلمانوں کے دلوں میں مالک مرتبہ کی وجہ سے مدینہ منورہ کی اطراف [در ودیوار] دہل گئے اور لوگ بپھر پڑے اور غضب ناک ہوئے، تو خلیفہ حجازیوں کے انقلاب سے ترساں ہوا اور اس نے امام مالک کو بھیجا کہ وہ عراق میں آپ کا استقبال کرے تو امام مالک نے معذرت کردی اور خلیفہ نے یہ مطالبہ کیا کہ موسم حج میں منی میں اس سے ملیں، جب امام مالک خلیفہ کے پاس پہنچے تو منصور اپنی جگہ سے اٹھ کر فرش پر بیٹھ گیا اور امام کا استقبال کیا اور اپنے سے قریب کیا اور کہا کہ وہ ان کی مار اور ان کو تکلیف پہنچانے سے معذرت کرتا ہے، اللہ کی قسم ہے ابو عبداللہ! اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں جو کچھ ہوا میں نے اس کا حکم نہیں دیا، اور حادثہ کے ہونے سے قبل اس کی جانکاری مجھ کو نہ ہوسکی، جب مجھے پتہ چلا تو مجھے خوشی نہ ہوئی اے ابو

عبداللہ! اہل حرمین ہمیشہ خیر میں رہیں گے جب تک آپ ان کے درمیان ہیں اور میں اللہ کے عذاب اور اس کے غلبہ سے ان کی خاطر امان چاہتا ہوں ، اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے ان سے ایک عظیم حادثہ کو رفع کر دیا ہے اور میں نے حکم دیا ہے کہ والی مدینہ اللہ کے دشمن جعفر کو حاضر کیا جائے ، میں نے اس کے قید کو تنگ کرنے کا اور اس کو بڑی آزمائش میں ڈالنے کا حکم دیا ہے اور ضروری ہے کہ جتنی تکلیف آپ کو اس سے پہونچی ہے اس سے کئی گنا زیادہ تکلیف میں اس کو دوں.

تو امام مالک نے جواب دیا کہ: اللہ امیر المومنین کو معاف فرمائے اور ان کا بہترین ٹھکانہ بنائے میں نے اس کو اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہونے اور آپ سے قریب ہونے کی وجہ سے درگزر کر دیا ہے.

آپ کی کتابیں:

دور صحابہ میں ائمہ مجتہدین اپنے فتووں کو نوٹ نہیں کرتے تھے تا کہ اصول دین رجسٹرڈ صرف اللہ کی کتاب رہ جائے ، پھر علماء کو سنت کے نوٹ کرنے اور فقہ وفتاوی کو مضبوط کرنے کی ضرورت پڑی ،مگر یہ مجموعات کتابی شکل میں نہ تھے بلکہ خاص طرح کے مذکرات کی شکل میں تھے،اور سب سے

قدیم تالیف مؤطا امام مالک تھی.

اور امام مالک نے اس کتاب کو تالیف کیا جس میں صحیح احادیث اخبار وآثار اور صحابہ اور تابعین کے فتوؤں اور اپنی اس رائے کا تذکرہ کیا ہے جسے انہوں نے مناسب سمجھا ہے اور آپ نے اس کو چالیس برسوں میں تالیف کیا ہے اور جو اس کے اندر آپ کی انتہائی محنت کرنے کی دلیل ہے، مؤطا کے لئے یہی کافی ہے کہ امام شافعی اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ: مؤطا مالک سے بڑھ کر روئے زمین کے اوپر کوئی بھی صحیح علمی کتاب نہیں ہے اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ: تابعین کے بعد مالک سے زیادہ شریف اور ان سے زیادہ بزرگ اور ثقہ اور حدیث کے معاملے میں قابل اطمینان اور ضعفاء سے کم روایت کرنے والا کوئی اور نہیں ہے .

آپ کی علالت اور وفات:

اللہ تعالیٰ کی مشیت کہ امام مالک کو سلس البول کا مرض لاحق ہو اس کتاب کو آپ نے اپنا درس حرم نبوی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے اپنے گھر منتقل کر لیا اور اپنی وفات تک علم وحدیث اور درس وافتاء سے جڑے رہیں کتاب کو اکثریت کا خیال ہے کہ آپ کی وفات ١٤ ربیع الاخر ١٧٩ ہجری کو ہوئی

جب کہ آپ ۲۲ دنوں تک بیمار اور بستر علالت پر رہے.

آپ رحمہ اللہ نے اپنی بیماری اور حرم نبوی سے اپنے الگ ہو جانے کی اطلاع اپنی وفات کے روز سے قبل کسی کو نہیں دی، آپ نے اپنے زائرین سے کہا کہ اگر میں اپنی زندگی کے آخری وقت میں نہ ہوتا تو اپنے سلس البول کے بارے میں اطلاع نہیں دیتا، میں نے بغیر وضو کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو آنا نا مناسب سمجھا اور میں نے اپنی بیماری کا ذکر نا مناسب سمجھا کہ اپنے پروردگار سے شکوہ کروں.

اللہ تعالیٰ امام مالک کے اوپر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو اور ان کا ٹھکانہ بہتر بنائے، آپ کا وصف تو یہی تھا جیسا ابن عیینہ نے آپ کے بارے میں بیان کیا کہ مالک اس امت کا چراغ ہے.

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ

۱۵۰تا۲۰۴ہجری

مندرجہ ذیل معلومات محمد ابوزہرہ کی کتاب الشافعی اور کتاب حاشیۃ البجیرمی سے ماخوذ ہیں.

آپ کا نسب نامہ:

آپ امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہیں جو نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] کے دادا کے دادا ہیں اور شافع رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے صحابہ میں سے ایک صحابی ہیں اوران کے والد سائب ہیں جو بدر کے روز مشرف باسلام ہوئے اور آپ کی والدہ قبیلہ ازد سے یمنی ہیں اور فطری طور پر آپ بڑے ہی ذہین تھے.

آپ کی جائے ولادت اور آپ کی نشو ونما:

امام شافعی کی ولادت فلسطین کی سرزمین غزہ میں ۱۵۰ہجری کو ہوئی اور اسی سال امام ابوحنیفہ کی وفات ہوئی ،غزہ آپ کا آبائی وطن نہیں ہے بلکہ آپ کے والد ادریس یہاں کسی ضرورت کی خاطر آئے ہوئے تھے،ان کے

فرزند محمد کی ولادت ہوئی اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا.

آپ کے والد کا انتقال اس وقت ہوا جب آپ کی عمر صغرسنی میں دو برس کی تھی تو آپ کی والدہ آپ کو مکہ لے کر چلی گئیں اور انہوں نے ترجیح دی کہ وہ اپنے اہل خانہ کو یمن کے قبیلہ ازد میں چھوڑ دیں اور اپنے شیر خوار کو مکہ لے کر چلی جائیں، مبادا کہیں ان کا نسب ضائع نہ ہوجائے اور قرابت داروں کے حصہ میں مسلمانوں کے بیت المال سے ان کا حق نہ چلا جائے، یہ اس بچہ کی زندگی کا پہلا سفر قرار پاتا ہے جب کہ آپ کی پوری زندگی سفر سے عبارت ہے.

امام شافعی مکہ میں پروان پاتے رہے اور اپنے عالی النسب اور شریف ہونے کے باوجود یتیموں اور فقیروں جیسی زندگی گزارتے رہے، اور عالی النسب ہونے کے ساتھ فقیری کے زندگی نے پروان پانے والے کو عمدہ اخلاق اور بہتر مسلک کے اوپر ابھرتا ہوا بنادیا، عالی نسب نے ان کو بڑے امور کی جانب متوجہ کیا اور فقیری نے لوگوں کے احساسات اور ان کے معاشرہ کے اندرونی امور کا احساس دلایا، اور یہ ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو معاشرہ سے متعلق عمل کو انجام دینا چاہتا ہو.

آپ کی علمی تگ ودواور آپ کا علمی مقام:

امام شافعی نے سات برس کی عمر میں قرآن یاد کرلیااوراس کی تجوید مکہ کے بڑے قاری اسماعیل بن قسطنطین سے سیکھی، اوراس کی تفسیر مکہ کے ان علماء سے پڑھی جوترجمان القرآن اورمفسرعبداللہ بن عباس سے وراثت میں ملا تھا،قرآن یادکرنے کے بعداللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یادکرنے پرتوجہ دی.

آغازِ عمر سے ہی آپ عربی کے شوقین تھے ،نحو وادب اور شعر و لغت[زبان] کو سیکھنے کے لئے دیہات کا رخ کیا اور ہذیل کے ساتھ دس برس تک رہ کران کے کلام اوران کے ادبی فنون سیکھتے رہے جوعربوں کی ایک فصیح زبان تھی ،عربی زبان کے اندرمہارت اورقابلیت حاصل کی جب کہ آپ کم سن تھے.

اصمعی کہتے ہیں کہ: اورآپ کا مقام زبان میں آپ کا مقام ہے ،میں نے ہذیل کے اشعارکی تصحیح ایک قریشی نوجوان سے کی جس کومحمد بن ادریس کہا جا تا ہے، اور مکہ کے اندر بکثرت مسجد کو جاتے علماء کوبڑی دلچسپی سے سنتے ،اورآپ انتہائی تنگ عیش تھے اس کاغذ کی قیمت بھی میسر نہ ہوتی

جس کے اوپر آپ لکھتے ، ہڈیوں چھالوں کے مٹی کے ٹھیکروں اوران جیسی چیزیں کوجمع کر کے ان کے اوپر لکھتے اور کہتے تھے کہ علم کے اندر وہی کامراں ہوا ہے جس نے قلت کی حالت میں اسے حاصل کیا ہے اور میں کاغذات کی قیمت چاہتا رہتا پر میرے لئے دشوار ہوتا.

اس زمانہ کے علماء وفقہاء مدینہ کے سفر کرتے تا کہ وہاں کے مشہور عالم دین مالک بن انس کا دیدار کرسکیں اور امام مالک حرم نبوی میں حلقہ لگاتے خلفاء نے ان کے دروازہ کو نہ کھٹکھٹایا اور امام مالک کی خبریں جب ہمارے عالم شافعی کی سماعتوں سے ٹکرائیں تو آپ کے دیدار کے خواہاں ہوئے اور ان کے علم کو سننے کے لئے اچھل پڑے، ان کی کتاب مؤطا یاد کی اور یثرب کا سفر کیا اور مالک کے دروزاہ تک بڑی ہی محنت اور کوشش کے بعد پہونچے تو مالک نے آپ کی جانب نظر کی اور آپ ذہین تھے تو آپ سے کہا کہ اے محمد! اللہ کا تقوی اختیار کرو اور نافرمانیوں سے کنارہ کش رہو عنقریب آپ کی ایک شان ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر نور ڈالا ہے، اسے نافرمانیوں سے بجھنے مت دینا پھر آپ سے فرمایا کہ: اگلے روز تم آنا اور تمہارے لئے پڑھنے والا آئے شافعی کہتے ہیں: میں نے کہا کہ

میں تو پڑھتا ہوں تو میں نے آپ سے مؤطا برزبانی پڑھی اور کتاب میرے ہاتھ میں ہوتی، جب میں نے واپسی کا ارادا کیا اور آپ سے قطع تعلق کرنا چاہا تو میری حسن قراءت اور میرا اعراب ان کو بھا گیا، کہتے کہ اے نوجوان ! آگے بڑھو یہاں تک کہ میں نے تھوڑے ہی دنوں میں آپ سے اسے پڑھا اور کہا کہ: اگرکوئی کامیاب ہوسکتا ہے تو یہ نوجوان اور جب مالک سے مؤطا پڑھ کر میں فارغ ہوا تو یہ ان کے ساتھ رہ کر ان سے فقہ حاصل کرتے اور ان سے ان مسائل میں مناقشہ کرتے جن مسائل میں بزرگ امام فتوی دیتے اور ان کے اور ان کے شیخ کے بیچ تعلق گہرا ہوتا گیا، مالک کہتے تھے کہ : میرے پاس اس قریشی سے زیادہ سمجھدار کوئی نہیں آیا اور شافعی کہتے تھے کہ: جب علماء کا ذکر کیا جائے تو مالک ستارہ ہیں اور مالک سے زیادہ احسان کرنیوالا میرے اوپر کوئی نہیں.

آپ کی عبادت اور آپ کے اخلاق:

آپ رحمہ اللہ بکثرت عبادت کرنے والے تھے، آپ رات کا تین حصہ کرتے ایک تہائی علم کے لئے اور ایک تہائی نیند کے لئے اور ایک تہائی

عبادت کے لئے اور اپنے پروردگار کے روبرو کھڑے ہوتے، نماز پڑھتے تلاوت کرتے اور آپ کی آنکھیں کمی کی خوف سے گھرے آنسو سے لبریز ہوتیں، اور آپ اپنے آپ کو اپنی سخت تواضع کی بنا پر نافرمانوں میں سے سمجھتے اور اسی بارے میں کہتے ہیں کہ: اَحَبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلِّي أَنْ أَنَالَ بِهِمْ شَفَاعَةً وَاَكْرَهُ مِنْ بِضَاعَتِهِ الْمَعَاصِيْ وَإِنْ كُنَّا سَوَاءً فِيْ الْبِضَاعَةُ .

ترجمہ: میں نیکوکارں کو پسند کرتا ہوں اور ان میں سے نہیں ہوں تا کہ میں ان کی شفات کو حاصل کرسکوں اور میں ان کے سامان نافرمانی کو ناپسند کرتا ہوں اگر چہ ہم سب سامان [معاصی] کے اندر برابر ہیں.

آپ یہ فرمارہے ہیں اور لوگوں نے آپ ہی کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ آپ کا کوئی گناہ نہیں جانا گیا [آپ معصوم تھے].

اللہ تعالیٰ نے ہمارے عالم پر خصوصی عنایت فرمائی تھی، آپ کی آواز انتہائی با اثر تھی روشن دل سے نکلتی اور جس کو مسلسل عبادت اور سخت محبت نے روشنی اور تاثیر اور جادو میں دو بالا کردیا تھا اور قرآن اور اس کی صحبت کے بڑے شوقین تھے، ہر روز اور ہر رات ختم کرتے اور رمضان میں ہر روز

اور ہر رات ختم کرتے اور جب قرآن کی تلاوت کرتے تو روتے ، اور اپنے سامعین کو رلاتے اور آپ کے ایک معاصر نے بیان کیا ہے کہ: جب ہم رونا چاہتے تو آپس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ اس مطلبی نوجوان کے پاس چل کر قرآن پڑھتے ہیں، جب ہم آتے تو قران کھولتے یہاں تک کہ لوگ آپ کے سامنے گر پڑتے اور رونے کی وجہ سے ان کی آوازیں [ہچکیاں بندھ جاتیں] بڑھ جاتی، جب یہ منظر دیکھ لیتے تو تلاوت کرنا بند کردیتے.

آپ رحمہ اللہ انتہائی درجہ شریعت کے اوپر عمل پیرا تھے، آپ بامروت اور بلند اخلاق والے بزرگ تھے، آپ کی شان اہل بیت کی شان تھی سخی تھے ، فقیروں کے اوپر توجہ دیتے تھے اور ایسا نوازتے کہ فقر کا اندیشہ ہی نہیں رہتا اور اس بارے میں آپ کے تعلق سے عجیب اقوال مروی ہیں.

آپ کا قول ہے کہ مروءت کے چار ارکان ہیں : عمدہ اخلاق اور سخاوت اور تواضع اور پرہیزگاری اور آپ کی حیا اور شرمندگی کے تعلق سے ایک وصف بیان کیا جاتا ہے یہاں تک کہ آپ سے مقول ہے کہ حیا کے مارے ان کا چہرہ سرخ ہو جاتا اگر آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی اور وہ آپ کے پاس نہ ہوتی.

آپ کی آزمائش:

امام شافعی کے اوپر شیعیت کا الزام لگایا گیا اور ہارون رشید کے محل میں آپ کے خلاف سازشیں رچی گئیں، آپ کی جستجو میں جاسوس لگائے گئے اور ۹۰ علویوں کے ساتھ آپ کو بیڑیوں کی حالت میں رشید کے پاس حاضر کیا گیا جب آپ کی عمر ۳۴ برس کی تھی اور وہاں یکے بعد دیگرے شافعی کے سامنے نو علویوں کی گردنیں ماردی گئیں یہاں تک کہ آپ کی باری آئی اور محمد بن حسن قاضی ہارون رشید کے پاس موجود تھے اور امام شافعی نے اپنی ذکاوت اور حاضر جوابی سے خلیفہ کے دل اور اس کی عقل کو مائل کرنا چاہا اور اپنی براءت کے لئے اس کو قانع کرنا چاہا اور خلیفہ قاضی محمد بن حسن نے اسے تسلیم کرلیا اور ان کے خانوادہ سے آپ کا علمی رشتہ تھا اور قاضی نے آپ کی طرف سے دفاع کیا اور آپ کو چھٹکارے دلانے میں شریک رہا اور آپ کے بارے میں فرمایا کہ آپ علم کے ایک بڑے درجہ پر ہیں اور آپ کا معاملہ تو ایسا نہیں اور الزام زدہ کا آنگن بری ہوگیا[آپ بری کردئے گئے]اور رشید نے آپ کو پچاس ہزار کا عطیہ کا حکم دیا شافعی نے اسے لیا اور رشید کے دروازے پر ہی اس کے سامنے سارے کے سارے ختم ہوگئے.

آپ کی علالت اور آپ کی وفات:

آپ رحمہ اللہ بہت زیادہ مصیبتوں اور بیماریوں والے تھے اور خاص طور پر آپ کو بواسیر کی شکایت ہوتی اور آپ کی زندگی کی آخری ایام میں انتہا کو پہونچ گئی، بسا اوقات آپ سواری کے اوپر سوار ہوتے اور آپ کے جسم سے خون ٹپکتا رہتا اور آپ کے نیچے روئی سے بھرا ہوا برتن رکھ دیا جاتا جس میں آپ کا خون ٹپکتا رہتا اور جیسی بیماری آپ کو لاحق ہوئی کسی اور کو لاحق نہ ہوئی، مگر یہ چیز آپ کو دروس اور بحث اور مطالعہ سے نہ روک سکی، اور یہ آپ جیسے لوگوں گے لئے انوکھی نہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگوں کی سخت آزمائش کے بارے میں پوچھا گیا کہ انبیاء پھر درجہ بدرجہ دوسرے لوگ ہیں [امام ترمذی نے الجامع کے اندر سعد بن ابی وقاص کی روایت سے روایت کیا ہے ۲۳۹۸].

جب آپ کو آخری بیماری لاحق ہوئی، آپ کے شاگرد مزنی آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ نے صبح کیسے کی ہے؟ تو فرمایا کہ دنیا سے کوچ کرتے ہوئے اور بھائیوں کو جدا کرتے ہوئے اور موت کا جام نوش کرتے ہوئے اور اللہ کے پاس جاتے ہوئے، اور اللہ کی قسم! مجھے پتہ نہیں کہ میری

روح جنت میں ہوگی کہ اسے مبارکباددوں یا دوزخ کے اندر ہوگی کہ اس پر تعزیت کروں پھررو پڑے اور کہنے لگے: وَلَمَّا قَسَا قَلْبِي وَضَاقَتْ مَذَاهِبِي جَعَلْتُ رَجَائِي نَحوَ عَفْوِكَ سُلَّمَاً تُعَاظِمُنِي ذَنْبِي فَلَمَّا قَرَنْتُهُ بِعَفْوِكَ رَبِّي كَانَ عَفْوُكَ أَعْظَمَاً فَمَا زِلْتُ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ تَجُودُ وَتَعْفُوْ مِنْهُ وَتَكَرُّمَاً.

''اور جب میرا دل سخت ہوگیا اور میرے راستے تنگ ہوگئے تو تیرے عفو وکرم کو اپنی امید کا زینہ بنایا میرے گناہ بہت ہوئے پر جب مین نے اپنے رب کے کرم سے ان کا موازنہ کیا تو اے رب ! تیرے کرم (کامیزان) غالب آگیا پس تو ازازل تا ابد گناہوں کو بخشنے والا ہے اور جس [کرم] سے تو احسان وکرم کرتا ہے''.

اور رجب کی آخری رات سنہ ۲۰۴ ہجری کو ۴۵ برس کی عمر میں آپ کی پاک روح اپنے پروردگار کی طرف منتقل ہوگئی.

اگلے روز لاکھوں نے مصر کے قرافہ میں شافعی کو ان کے آخری ٹھکانہ پر پہنچایا، لوگ شافعی کی وفات سے مدہوش ہوگئے، علماء کے چہروں کے پر مایوسی طاری ہوگئی، آپ گے شاگردوں کے بازو بکھر گئے، اور ہماری عمدہ

تاریخ کا ایک روشن صفحہ لپیٹ دیا گیا اور انسانیت کے آسمان میں طلوع ہونے والے ستاروں میں سے وہ ستارہ غروب ہوگیا جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا.

اللہ تعالیٰ شافعی کے اوپر رحم فرمائے اور آپ سے راضی ہو اور آپ کا بہترین ٹھکانہ بنائے پس آپ تو امام احمد کے بوصف ایسے تھے کہ: شافعی دنیا کے لئے مانند آفتاب تھے اور جسم کے لئے مانند عافیت تھے پس دیکھو کہ کیا ان دونوں کا کوئی جانشین ہے اور ان دونوں کا کوئی عوض ہے؟

امام احمد بن حنبل [رحمہ اللہ]

۱۶۴ تا ۲۴۱ ہجری

آپ کا نام ونسب:

آپ امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال شیبانی ذہلی ہیں، اپنے والد اور والدہ دونوں کے نسب سے شیبانی ہیں، آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت میمونہ بنت عبدالملک شیبانی ہے جن کا تعلق بنوعامر سے ہے.

امام احمد بن حنبل کا تعلق اصل عربی قبیلہ سے ہے، آپ کا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نزار بن معد بن عدنان پر جا کر ملتا ہے.

امام احمد رحمہ اللہ کو اپنے پاکیزہ خاندان سے خودداری اور پختگی عزم اور صبر اور تکالیف کا جھیلنا اور مضبوط قوی ایمان وراثت میں ملا تھا اور ان سب کے اندر نکھار آتا گیا، جوں جوں آپ پروان چڑھتے گئے اور زندگی کی منزلیں طے کرتے گئے اور آپ کی خصلتوں میں نکھرتے گئے، جب بھی حوادث نے لپیٹا اور فتنوں کی آگ نے آ پکڑا.

آپ کی جائے ولادت اور آپ کی نشو ونما:

امام احمد رحمہ اللہ ربیع الاول سن ۱۶۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور حالت حمل میں آپ کی والدہ مرو سے لے کر آپ کو چل پڑیں، آپ بغداد میں پیدا ہوئے، ان کے والد کا انتقال حالت نو جوانی میں ہو گیا، آپ کی والدہ آپ کے والد کے خاندان [کی کفالت] سے بقیہ زندگی میں تربیت کرتی رہیں، آپ کے والد نے بغداد میں آپ کے لئے ایک عقار ترکہ میں چھوڑا تھا جس کے اندر آپ رہتے تھے اور دوسری زمین سے معمولی غلہ آتا تھا جو آپ کی خاندانی اخراجات کے لئے ناکافی ہوا کرتا تھا، آپ نے صبر وقناعت اور کفایت سے کام لیا.

آپ کی علمی تگ ودو اور آپ کا علمی مقام:

امام احمد اس علم کو تلاش کرنے پر متوجہ ہوئے جس کی جانب آپ کے خاندان نے آپ کو متوجہ کیا اور اس توجیہ پر اپنے خاص علمی اشتیاق کے ساتھ جڑے رہے اور اس شوق کی بنا پر آپ کا رجحان اس توجیہ کے موافق ہو گیا جس جانب آپ متوجہ کئے گئے، اور بغداد اس وقت عالم اسلامی کا گہوارہ تھا

امام احمد نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام حدیث کے رواۃ اوران کے مسلک کو اختیار کیا، سب سے پہلی توجہ ان کی جانب کی اور ظاہری بات یہ ہے کہ محدثین کی جانب متوجہ ہونے سے قبل ان فقہاء کے راستہ کو اختیار کیا جو رائے اور حدیث کے درمیان جمع کرتے تھے، مروی ہے کہ سب سے پہلے قاضی سے ملاقات ابو حنیفہ کے شاگرد ابو یوسف سے ہوئی مگر اس کے بعد محدثین کی طرف جھکے جو پورے طور پر حدیث پر توجہ دے اور بغداد میں علم حدیث ۱۷۹ سے ۱۸۶ ہجری تک حاصل کرتے رہے اور بغداد میں حدیث اور آثار کے علماء کے بڑے عالم سے چار سالوں تک ملاقات کرتے رہے اور وہ ہشیم بن بشیر بن ابو حازم الواسطی متوفی عنہ ۱۸۳ ہیں اور ان کے ساتھ میں رہتے وقت ان کی عمر ۱۶ ربرس کی تھی، امام احمد نے ان کی جانب سے کتاب الحج اور کچھ تفسیر اور کتاب القضاء اور چھوٹی چھوٹی کتابیں تحریر کیں.

آپ کے اوصاف:

امام احمد ایسی خوبیوں کے مالک تھے جو اس شہرت کا سبب بنیں جس کو آپ نے حاصل کیا اور انہیں اوصاف میں سے وہ گہرا علم ہے جسے آپ نے اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑا۔

ان صفات میں پہلی صفت مضبوط یاداشت اورقوت حافظہ ہے، اور یہ محدثین کی عام صفت اور ائمہ کرام کی خاص صفت ہے اور آپ کے معاصرین نے آپ کی قوت حافظہ اور آپ کے ضبط کی شہادت دی ہے ، یہاں تک کہ ان میں سب سے زیادہ حافظ قرار دیا ہے.

دوسری خوبی جو کہ امام احمد کے واضح اوصاف میں سے ہے اور جس سے آپ کا ذکر معروف ہوا، صبر اور بہادری اور قوت برداشت کی صفت ہے جو کہ چند عمدہ خوبیوں کا مجموعہ ہے جس کی بنیاد پختہ ارادہ اور سچے عزم اور عالی ہمتی پر ہے اور اس خوبی نے آپ کو اس قابل بنادیا کہ طلب علم میں ہر چیز برداشت کرتے تھے ان میں سے تھوڑے سے راضی نہیں ہوتے تھے.

امام احمد کی خوبیوں میں سے تیسری خوبی جس سے آپ منفرد قرار پائے وہ وہ اپنے گہرے معانی کے ساتھ بے نیازی ہے اور نفس کی پاکیزگی اور اس کی نزاہت نے کچھ حلال کو بھی ترک کردیا اور خلفاء کے عطیات کو قبول نہ کیا جب کہ آپ کے کچھ لڑکوں نے وضاحت کی کہ یہ حلال ہے، اس سے حج کرنا جائز ہے اور آپ اسے حرام ہونے کی بنا پر نہیں ، بلکہ تنزیہ نفس کے طور پر ترک کر رہے ہیں.

اور یہ تنگی جسے آپ نے اپنے بارے میں اختیار کیا آپ اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے یا اپنی اس زمین کے اناج سے کھاتے تھے جو آپ کو میراث کے اندر ملی تھی، اور اس تعلق سے سخت مشقت جھیلتے تھے اور زندگی کی بہت سی پاکیزہ چیزوں کو کھانے سے محروم رہتے، اور اسی لئے آپ پرہیزگار تھے مگر آپ کی پرہیزگاری کی بنیاد زندگی کی پاکیزہ چیزوں سے بے رغبتی کے اوپر نہ تھی، بلکہ اس کی بنیاد حلال جستجو پر ہوتی مگر آپ کوئی ایسا مال نہ تلاشتے جس کے اندر شبہ ہوتا، بلکہ کوئی ایسا مال تلاشتے جس کی نزاہت اور جس کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہ ہوتا اور اس کے لئے کسی بندہ کی طرف جھکتے نہیں تھے اور بسا اوقات اپنے آپ کو راستہ کے کسی بوجھ کو اٹھانے پر اجرت پر لگا دیا کرتے جب کہ آپ اس زمانہ میں مسلمانوں کے امام تھے.

اور متوکل کے زمانہ حکومت میں آپ کو سوغات و انعامات سے آزمایا گیا جس طرح کہ آپ کو معتصم کے زمانہ میں عذاب اور سختی سے آزمایا گیا اور ان دونوں آزمائشوں میں صبر سے کام لیا اور پاکدامنی کا اظہار کیا اور پہلی آزمائش دوسرے سے سخت تھی اور بادشاہوں کے اموال سے بچتے ہوئے اپنی پاکدامنی پر برقرار رہے اور آپ کے تعلق سے اس بارے

میں عجیب وغریب حکایات ہیں.

مروی ہے کہ متوکل کے وزیر نے آپ کو لکھا کہ امیر المومنین آپ کو انعام سے نوازنا چاہتا ہے اور آپ کو اس کی خاطر گھر سے نکلنے کا حکم دیتا ہے لہٰذا اللہ کے واسطے بے نیازی ظاہر کریں یا پھر مال لوٹائیں اور آپ کو نہ چاہنے والوں میں یہ خبر مشہور ہو جائے، امام احمد مجبور ہو جاتے ہیں تاکہ قبولیت سے انکار نہ سکے مگر آپ نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا اور اپنے بیٹے صالح کو حکم دیا کہ اسے لے لو اور اگلے روز انصار اور مہاجرین کے بچوں پر اور دیگر حاجت مندوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کردو اور آپ کا خیال ہوتا تھا کہ وہ آپ کے مقابلہ میں مسلمانوں کے مال کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو دیئے جانے سے محروم ہیں.

امام احمد کی خوبیوں میں سے چوتھی خوبی اخلاص تھی اور حقیقت کی تلاش میں اخلاص مقصد کی گندگیوں سے نفس کو بچاتا ہے، بصیرت روشن ہو جاتی ہے اور ادراک درست ہوجاتا ہے، معرفت کی روشنی اور ہدایت حق سے دل روشن ہو جاتا ہے، اسی بنا پر امام احمد ریا سے بچتے اور اس سے بہت دور رہتے اور ترجیح دیتے کہ کوئی بھی اس چیز کو نہ سن سکے، کہا کرتے تھے کہ میں مکہ جانا

چاہتا ہوں اور وہاں کی وادیوں میں سے کسی وادی کے اندر اپنے آپ کو ڈال دوں تا کہ میں پہچانا نہ جاؤں.

پانچویں خوبی جس سے امام احمد ممتاز قرار پاتے ہیں اور جس نے ان کے دروس اور ان کے کلام میں آپ کے سامعین کے دلوں میں نہ ختم ہونے والی تاثیر چھوڑی وہ ہیبت ہے، اور آپ بارعب اور باوقار تھے اور لوگ آپ کی ہیبت وتعظیم سے آپ کے پاس کھنچے چلے آتے تھے، یہ وہ معاملہ ہے کہ جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے، اللہ اس کو اونچا کرتا ہے، آپ کے ہم عصر کا کہنا ہے کہ میں اسحاق بن ابراہیم اور فلاں فلاں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، میں نے احمد بن حنبل سے زیادہ بارعب کسی اور کو نہیں پایا، میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں بات کرنا چاہتا تو میرے اوپر آپ کی ہیبت کا مشاہدہ کر کے کپکپی طاری ہو جاتی.

آپ کی آزمائش:

سن ۲۱۸ ہجری میں مامون کے خط سے ہوئی جب اس نے اپنے بغداد کے عامل کو حکم دیا کہ وہ قاضیوں اور مقررین کو جمع کرے اور ان سے قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں سوال کرے، جو اسے مخلوق نہ کہے

اس کو معزول کردے اور والی نے خلیفہ کے حکم کو نافذ کیا اور علماء کو اکٹھا کیا، سوائے چار کے سبھوں نے اقرا کرلیا، اس نے سختی کی اور ان سبھوں کو قید خانہ میں ڈالنے اور لوہے کی کڑیوں سے مضبوطی سے باندھنے کا حکم دیا، دو لوگوں نے تو بات مان لی اور امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح باقی بچے، امام نے ان دونوں کو اپنے پاس حاضر کئے جانے کا حکم دیا، والی نے ان دونوں کو لوہے میں باندھ کر اس کی جانب روانہ کیا اور ان حضرات کے پہنچنے سے پہلے ہی مامون کی وفات رقہ کے اندر ہوگئی اور ابن نوح کی وفات راستہ میں ہوگئی اور امام احمد تنہا بچے..

معتصم حاکم بنا اور یہ بڑا مضبوط جسم والا تھا شیر کو پچھاڑنے کی طاقت رکھتا تھا مگر کمزور علم والا کسی سے مناظرہ نہ کرسکتا تھا اور اپنے بھائی مامون کا احترام کرتا تھا اور اس جیسے شخص کو اونچا خیال کرتا تھا، لہٰذا اسی کا طریقہ اس نے اختیار کیا.

امام احمد قید خانہ میں پڑے رہے اور انتہائی کمزور ہوگئے، کیونکہ آپ ہمیشہ اللہ کی عبادت کرتے اللہ کے ساتھ لو لگائے رہتے، ان کے بیٹے کا بیان ہے کہ انہوں نے کتاب الارجاء امام احمد سے جیل کے اندر پڑھی اور جیل

والے آپ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھتے اور آپ بیڑیوں میں ہوتے، نماز اور سونے کے وقت اپنے پیر کو بیڑی سے نکل لیتے.

معتصم نے اپنے علماء اور اپنے فوجیوں کو آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے روانہ کیا، آپ مناظرہ کرنے سے بچتے اور کتاب اللہ اور رسول اللہ کی سنت کی دلیل کے بغیر مناظرہ نہ کرتے، آپ معتصم کے پاس لائے گئے ار مناقشہ اس کے سامنے شروع ہوا، آپ یہی بات دہراتے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت سے کوئی دلیل لاؤ اور مختلف ترغیبات سے تجربہ کیا عطایا دے کر اور مناصب دے کر اور مختلف ترہیبوں سخت عذاب سے آزمایا، ان سے آپ کے اوپر کوئی فرق نہ پڑا.

اس نے آپ کے پاس تقیہ کی قبیل سے علماء کو روانہ کیا، آپ ان سے کہتے کہ ہم سے پہلے کے لوگوں کو آرہ سے چیر دیا جاتا پھر بھی وہ رجوع نہ کرتے تھے اور کئی بار یہ ظاہر کیا کہ ان کو قید خانہ سے ڈر نہیں ہے مگر مار سے ڈرتے ہیں، اندیشہ ہے کہ برداشت نہ کر پائیں اور آپ کی عقل ضائع ہو جائے، ایک چور نے آپ سے کہا جب آپ قید خانہ کے اندر تھے کہ مجھے بیسیوں مرتبہ مارا گیا جس مار کی تعداد ہزار کوڑوں تک پہنچتی ہے، تو میں نے

ان سب کو دنیا کے راستہ میں برداشت کیا اور تم اللہ کے راستہ میں کوڑوں سے ڈر جاؤ گے یہ تو دو یا تین کوڑے ہیں جن کا تم کو کوئی احساس نہ ہوگا، لہٰذا یہ چیز ان کے لئے آسان بن گئی.

اور جب معتصم عاجز آ گیا تو تکلیفوں کی رفتار تیز تر کردی، آپ کے اوپر اذیتوں کو بڑھا دیا، آپ کے اوپر ضرب لگائی، پہلی مار سے آپ کا کندھا الگ ہوگیا اور آپ کی پشت سے خون جاری ہوگیا، معتصم کہنے لگا کہ: اے احمد! یہ جملہ کہہ دو میں اپنے ہاتھ سے تم کو چھوڑ دوں گا اور آپ کو بہت سے نوازوں گا اور آپ کہتے تھے کہ کوئی آیت یا کوئی حدیث لاؤ.

معتصم نے جلاد سے کہا کہ سختی کر اللہ تمہارے ہاتھ کو کاٹ ڈالے، اس نے دوسری مرتبہ مارا ، تو آپ کا گوشت منتشر ہوگیا ، اور معتصم نے پھر آپ سے کہا کہ کہ اپنے آپ کو قتل کیوں کرواتے ہو؟ تمہارے کون سے ساتھی نے ایسا کیا ہے؟

آپ سے ایک عالم مروزی نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ ﴿وَلاَ تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ ”اپنے آپ کو قتل نہ کرو“ (النسا:۲۹) تو امام احمد نے فرمایا کہ اے مروزی! دیکھو کہ دروازے کے پیچھے کیا ماحول ہے، محل

کے صحن میں گئے ، وہاں ایک ایسی تعداد تھی جسے اللہ ہی شمار کرسکتا ہے اور ان کے ساتھ قلم اور کاپیاں ہیں، کہا کہ تم سب کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ احمد جو جواب دے گا ہم اسے تحریر کریں گے، وہ واپس آ گئے تو امام احمد نے کہا اے مروزی! میں ان سب کو گمراہ کروں میں اپنے آپ کو مار ڈالوں اور ان سب کو گمراہ نہیں کروں گا.

جب معتصم عاجز آ گیا تو اس نے اپنے جلادوں سے کہا کہ مارو اور سختی کرو پس ان میں سے ایک جلاد پہنچتا اور آپ کو دو کوڑے مارتا پھر وہ چلا جاتا اور دوسرا آتا یہاں تک کہ آپ کے کندھے گر گئے اور آپ کی پوری پشت کے اوپر خون چھا گیا حتی کہ موت کے قریب پہنچ گئے ، اس نے مارنے کی سزا ختم کردی اور آپ کو آپ کے اہل خانہ کے سپرد کردیا.

آپ کی بیماری اور آپ کی وفات:

مروزی کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ بدھ کی رات دو ربیع الأول کو بیمار ہوئے ، بسا اوقات لوگوں کو اجازت دیتے تو لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آتے آپ سے سلام کرتے اور اپنے ہاتھ کے اشارہ سے آپ ان کو جواب دیتے اور آپ بیٹھ کر نماز ادا کرتے اور لیٹ کر نماز ادا کرتے، آپ اکتاتے

نہ تھے اور اپنے ہاتھوں کو رکوع کے اشارہ کے لئے اٹھاتے ، میں نے آپ کے نیچے برتن ڈالا تو مجھے تازہ خون نظر آیا جس میں پیشاب کا کوئی قطرہ نہ تھا ، میں نے طبیب سے استفسار کیا تو اس نے جواب دیا کہ رنج وغم نے اس شخص کے پیٹ کو کھوکھلا کر دیا ہے اور آپ کی بیماری جمعرات کو سخت ہوگئی اور میں نے آپ کو وضو کرایا تو فرمایا کہ کہ انگلیوں کا خلال کراؤ ، جب جمعہ کی رات آئی تو بوجھل ہوگئے اور دل کا سینہ روح قبض کر لی گئی ، لوگ چیخ پڑے اور رونے کی آوازیں اٹھیں گویا کہ دنیا ٹھاٹھے مار رہی ہے اور سڑکیں اور گلیاں بھر گئیں [پورے طور پر غم و ماتم چھا گیا].

مروزی کہتے ہیں کہ لوگوں کے جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ نکالا گیا عبدالوہاب الوثاق فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت اور اسلام کے اندر جنازہ میں اتنی لمبی تعداد نہ حاضر ہوئی، صحیح قول کے مطابق تقریبا ایک لاکھ لوگوں کا اندازہ لگایا گیا اور لوگ گھروں کے دروازوں پر آکر اور سڑکوں میں نکل کر اور بالا خانوں کے اوپر چڑھ کر وضو کرنے والوں کو پکارتے تھے.

اللہ تعالیٰ امام احمد کے اوپر کشادہ رحم فرمائے اور آپ کو اپنی کشادہ جنتوں کے اندر داخل کرے اور اپنی رحمت کی گہرائیوں میں ہم کو جمع کرے.

دوسری فصل: ائمہ اربعہ کے تعلق سے شیعہ اثنا عشریہ کا نقطہ نظر

عصر حاضر میں اثنا عشریہ کے بڑے اور چوٹی کے علماء کا موقف ائمہ اربعہ کے تعلق سے عداوت اور دشمنی کا ہے اور کسی بھی صورت میں ان کی جانب سے یہ کوئی تعجب خیز نہیں ہے، حقیقتاً انہوں نے تو ان حضرات سے دشمنی کی جو ان سے افضل اور ان سے کامل ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپ کی ازواج مطہرات ہیں.

شیعہ اثنا عشریہ نے ائمہ اربعہ اور غیروں کے متعلق جن کتابوں کو دشمنانہ موقف سے سیاہ کیا ہے، انہیں میں سے ایک کتاب وہ ہے جسے کلینی نے اپنی سند کے ساتھ ابوجعفر الباقر سے روایت کیا ہے کہتے ہیں: اور وہ قبلہ کا استقبال کیئے ہوئے تھا: لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان پتھروں کو لائیں اور ان کا طواف کریں پھر ہمارے پاس آئیں اور ہم ان کو سکھائیں اور ہمارے اوپر الزام نہ لگائیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿ وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴾ ''ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں'' (طٰہٰ:۸۲) پھر اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ کی جانب ہماری ولایت

کا اشارہ کیا.

پھر کہا کہ: اے سدیر! [جو اس کہانی کا بیان کرنے والا ہے] میں تم کو اللہ کے دین سے برگشتہ کرنے والوں کو دکھاؤں گا؟ پھر ابو حنیفہ کی جانب دیکھا اور سفیان ثوری اس زمانہ میں موجود تھے اور وہ لوگ حلقہ لگا کر مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، کہا کہ: یہ اللہ کے دین سے اللہ کی ہدایت اور واضح کتاب کے بغیر برگشتہ ہیں یہ خبیث لوگ اگر اپنے گھروں میں بیٹھتے اور ان کو اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں بتلانے والا کوئی نہ ملتا تو ہمارے پاس آتے، ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بارے میں ان کو بتلاتے [اصول الکافی: ۱/۳۹۲/۳۹۳].

ان کے شیخ اوالی فرماتے ہیں ان کے ائمہ اربعہ کے احوال کے متعلق اور ان کے سارے مبتدعین علماء کے متعلق مختصر اذکر کیا اور جو کچھ انہوں نے دین میں بھیانک بدعتیں ایجاد کیں خصوصاً ان میں سے خطرناک بدعت والے ابو حنیفہ ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں (دیکھئے: الصارم الحدید فی عنق صاحب سلاسل الحدید لابی الفوز محمد السویدی (ق ۶۴۸/۱) اور سلاسل الحدید للاوالی).

(اوالی: آپ یوسف بن احمد بن ابراہیم الدارزی الوالی البحرانی ہیں. بحرین کے علمائے

اثناعشریہ میں سے ہیں ان کی تالیفات میں سے سلاسل الحدید فی تقیید ابن ابی الحدید ہیں، کربلاء میں سنہ ۱۱۸٦ ہجری کے اندران کا نقال ہوااور وہیں مدفون ہوئے معجم المؤلفین (۱۳/ ۲٦۸-۹).

اور قاضی عیاض ترتیب کے اندر ذکر کرتے ہیں کہ امامیہ کے ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ اللہ کے رسول کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ تو مالک نے جواب دیا کہ ابو بکر پھر کہا کہ پھر کون؟ کہا کہ عمر پھر فرمایا کہ پھر کون؟ کہا مظلوم شہید خلیفہ عثمان تو اس رافضی سوال کرنے والے شخص کا جواب تھا کہ اس نے امام سے کہا کہ: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی تمہارے ساتھ نہیں بیٹھوں گا (ترتیب المدارک فی اسماء من روی عن الامام مالک رحمہ اللہ من شیوخہ (۱/۱۷۴-۱۷۵).

ائمہ اربعہ کی ان کی دشمنی یہ بھی ہے جو ان کے کچھ شعراء کی زبان پر آیا ہوا ہے:

اذا شئت ان ترضى لنفسک مذهبا

ينجيک يوم البعث من الم النار

فدع عنک قول الشافعي ومالک

واحمد والنعمان او کعب احبار
ووال اناسا قولهم وحديثهم
فروی جدنا عن جبرائيل عن الباری

''اگرتم کوئی مذہب اختیار کرنا چاہتے ہو جوتم کو قیامت کے روز آگ کی تکلیف سے نجات دے تو شافعی اور مالک اور احمد ونعمان اور کعب احبار کے قول کو چھوڑ دو اور ایسے لوگوں کی دوستی اختیار کرو جو ہمارے آباء واجداد ہیں اور جنہوں نے اپنے قول واپنی احادیث کی روایت جبریل سے کی اور انہوں نے باری تعالیٰ سے کی''.

اور کتاب مختلف الشیعۃ للحلی کے مقدمہ کے اندر جو بیان آیا ہوا ہے جس سے ائمہ اربعہ کے متعلق ان کے کمزور نظریہ کی ترجمانی ہوتی ہے:

ان کا بیان ہے کہ کس وجہ سے آپ نے اپنے جوتے اپنے ساتھ لئے ہیں جب کہ یہ چیز کسی عاقل شخص بلکہ کسی انسان کے لئے ناموزوں ہے کہا کہ: مجھے اندیشہ ہوا کہیں اسے حنفی لوگ چرالیں جس طرح ابوحنیفہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل کو چرالیا.

حنفی چیخ پڑے ہرگز نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حنفی

کب موجود تھے؟ بلکہ آپ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو برس کے بعد پیدا ہوئے ہیں.

کہا کہ پھر تو میں بھول گیا شاید کہ وہ شافعی رہے ہوں گے، شافعی حضرات چیخ پڑے اور کہا کہ شافعی تو ابو حنیفہ کی وفات کے روز پیدا ہوئے اور چالیس برس تک اپنی ماں کے پیٹ میں رہے اور ابو حنیفہ کے احترام میں نہیں نکلے، جب ان کا انتقال ہو گیا تو یہ نکلے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے ہیں تو کہا کہ شاید پھر مالک رہے ہوں گے تو مالکیہ نے حنفیہ جیسی بات کہی تو کہا کہ وہ شاید امام احمد بن حنبل رہے ہوں گے تو انہوں نے بھی اسی طرح کی بات کہی جس طرح شافعیہ نے کہی تھی تو عامہ بادشاہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ! آپ کو پتہ چل گیا کہ چاروں مذاہب کے سردار میں سے کوئی بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا اور صحابہ کے زمانہ میں نہیں تھا، یہ تو ان کی ایک بدعت ہے جسے ان لوگوں نے ان چاروں میں سے اپنا ایک مجتہد چنا ہے اور اگر ان میں کوئی ایسا ہوتا جو ان میں درجات کے اعتبار سے افضل ہوتا تو اس کے لئے جائز نہیں قرار دیتے تھے کہ ان میں سے ایک کے فتوی کے خلاف

اجتہاد کرے

تو بادشاہ نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور صحابہ کے زمانہ میں نہیں تھا تو سب نے کہا کہ نہیں تو علامہ نے کہا کہ ہم شیعہ کی جماعت امیر المومنین کی اتباع کرنے والے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اور آپ کے بھائی اور آپ کے بھتیجے اور آپ کے وصی ہیں.

بہر حال جس طلاق کو بادشاہ نے واقع کیا ہے باطل ہے کیونکہ اس کے شرطیں مکمل نہیں ہوئیں اور ان میں سے دو عادل کا ہونا ہے تو کیا بادشاہ نے ان دونوں کے حاضر ہونے کے لئے کہا؟ تو کہا کہ نہیں اور عام علماء کے ساتھ بحث کرنے لگا یہاں تک کہ سب کے ذمہ لاگو کر دیا (دیکھئے: مختلف الشیعة للحلی ص:١٠١ طبع کردہ: مؤسسة النشر الاسلامی سہ بارہ طباعت سنہ ١٤١٧ ہجری).

اور نعمت اللہ الجزائری عجیب قصہ ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہتے ہیں کہ: موسیٰ بن عمران کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب اٹھا کر دعا کر رہا تھا تو موسیٰ اپنی حاجت برآری کے لئے چلے پس ان سے سات روز

تک غائب رہے پھر واپس ہوئے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کر رہا ہے اور گریہ وزاری کر رہا ہے اور اپنی حاجت مانگ رہا ہے تو اللہ نے ان کی جانب وحی کی کہ اے موسیٰ! اگر وہ مجھ کو پکارے یہاں تک کہ اس کی زبان گر جائے تو میں اس کو قبول نہ کروں گا جب تک کہ وہ اس دروازہ سے نہ آئے جس کا میں نے اسے حکم دیا ہے.

میں کہتا ہوں کہ اس سے آپ کے سامنے بہت ساری چیزیں عیاں ہوتی ہیں ان میں سے مخالف حضرات کی عبادتوں کا باطل ہونا اگر چہ وہ نماز پڑھیں اور روزے رکھیں اور حج کریں، زکوۃ دیں اور عبادت اور اطاعات انجام دیں اور اپنے غیروں سے زیادہ کریں [بڑھ چڑھ کر کریں] مگر انہوں نے اس دروازے سے دخول کیا ہے جس سے داخل ہونے کا حکم دیا تھا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ﴾ (البقرہ:۱۸۹) اور مسلمانوں کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صحیح قول ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں (مستدرک حاکم: (۴۶۳۷-۴۶۳۹) طبرانی کبیر: ۱۱۰۶۱) خطیب کی تاریخ بغداد: (۳۴۸/۴ مروی شدہ از ابن عباس) سنن ترمذی: (۶۳۷/۵-۳۷۲۳ مروی شدہ از علی) اور البانی نے الجامع الصغیر کے اندر حدیث نمبر ۳۲۴۷

میں اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے).

اور انہوں نے تو چاروں مذاہب کو اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان واسطے اور دروازے بنا لئے اور ان سے احکام اخذ کئے.(دیکھئے: نعمت اللہ جزائری کی قصص الانبیاء تحقیق کردہ حاجی محسن ص: ۳۴۴) طبع شدہ: دار البلاغۃ بیروت سہ بارہ طباعت سنہ ۱۴۱۷ ہجری).

اور کتاب الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم کے مؤلف علی عاملی بیاضی اس عنوان کے تحت کہتے ہیں جس کا باب انہوں نے **باب فی تخطئة كل واحد من الأربعة في كثير من أحكامه** اور اس کے اندر کچھ فصلیں ہیں:

(۱) جن پر ان سب کا اتفاق ہے.

(۲) جن کے سلسلے میں انہوں نے اختلاف کیا.

(۳) جن کی جانب مخازی کی اضافت کی گئی ہے.

(۴) بخاری میں.

(۵) بخاری اور مسلم نے جن حدیثوں کا انکار کیا ہے.

ہم کہتے ہیں کہ: سب سے پہلے تو یہ چاروں تو صحابہ میں سے نہیں ہیں

بلکہ تابع ہیں اور اہل سنت والجماعت تمام مذاہب کی ان کی جانب نسبت کر کے خوش ہو گئے اور نبی کی جانب اپنی نسبت نہ کر کے ان کی جانب اپنے کو منسوب کیا کہ جو آپس میں ایک دوسرے کو خطاوار بتلاتے ہیں اور بسا اوقات آپس میں ایک دوسرے کو ہدف ملامت قرار دیتے ہیں اور انہوں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ان کا دین ان کے نبی کے زمانے میں مکمل ہو چکا ہے، چاروں کا اختلاف اگر چہ اختلاف قولی ہے، انہوں نے ان کو تو ثقہ جانا برخلاف ان کے جن کے اوپر فسق اور گمراہی کی شہادت دی ہے اگر چہ اس کی کوئی حاجت نہیں ہے، اس کی اقتدا کیسے کی جائے گی جو اپنے پروردگار کے خلاف اپنے دین کے اندر کمی کی گواہی دے رہا ہے جب کہ ان کو اس کی حاجت ہے، انہوں نے اپنے نبی کے تذکرہ کو داغدار کیا بایں طور کہ انہوں نے ایسے چیزیں وضع کیں جو اس کے زمانہ میں نہیں تھیں اگر چہ ان کا گمان ہے کہ وہ اپنے نبی کی شریعت کو زیادہ جاننے والے اور راہ یاب ہیں پس انہوں نے وہ چیزیں ایجاد کیں جسے آپ نے نہیں کیا، یہ اس کے احکام کے ان کے اختلاف کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی عقلوں کی کھوسٹ پن ہے اور درحقیقت ان کے اسلاف ان کے ظاہر ہونے سے قبل گمراہ تھے.

اور چار سے کم نہ کرنے اور ان سے زائد نہ کرنے کے وجوب پر ان کے پاس کیا دلیل ہے؟ جب کہ ان کے متبعین میں سے کچھ لوگ ان کی مشابہت اختیار کرتے ہیں پھر ان کے اوپر اس نام کا اور تقلید کا اطلاق کیوں نہیں ہوتا اگر یہ نبی کے قول سے دلیل پکڑتے ہیں کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے (ابن الجوزی تذکرۃ الموضوعات کے اندر (۱/۶۵۵) میں فرماتے ہیں کہ مقاصد کے اندر میری امت کا اختلاف رحمت ہے بیہقی نے ضحاک سے روایت کیا ہے جسے ابن عباس نے ایک لمبی حدیث کے اندر مرفوعا روایت کیا ہے اور میرے صحابہ کا اختلاف رحمت ہے اور اسی طرح کی روایات طبرانی اور دیلمی اور ضحاک سے ابن عباس کی سند سے مروی ہے اور عراقی کہتے ہیں کہ: حدیث مرسل ضعیف ہے اور البانی الجامع الصغیر وزیادتہ ص: ۱۲۴۳ کے اندر فرماتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے).

جس نے زیادہ اختلاف کیا اس نے رحمت کے اندر زیادتی کی پس امت کے ہر دو شخص کا اختلاف حصول رحمت کا زیادہ ذریعہ ہے اور اتحاد کا پایا جانا تقیہ کا باعث بنتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدائی دور کے لوگ اس رحمت سے دور تھے (علی عاملی بیاضی کی کتاب الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم (۳/۱۸۱) نشر کردہ: المکتبۃ الرضویۃ لاحیاء الاثار الجعفریۃ حیدری پریس).

محمد رضی رضوی فرماتے ہیں کہ اگر اسلام اور سنت کے دعویدار اہل بیت سے محبت کرنے والے ہوتے تو ان کی اتباع کرتے اور ان سے منحرف ہونے والے حضرات جیسے ابو حنیفہ شافعی مالک اور احمد بن حنبل سے اپنے دین کے احکام اخذ نہیں کرتے جن میں سے کوئی بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھا اور کسی نے بھی آپ کی حدیث اور آپ کی سنت کو روایت نہیں کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ ''کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا (آل عمران:۳۱) پس اہل بیت کی محبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے جن کی محبت کو اپنے اس فرمان کے اندر اجر رسالت قرار دیا ہے: ﴿قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ ''میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی''.

(الشوریٰ:۲۳).

اقوال کے اندر ان کی اتباع کرنا اور افعال کے اندر ان کی سیرت کی

اقتدا کرنا اوران کی جانب ان سے ان کے دادا کی سنت کو لینے کے لئے رجوع کرنا، کیونکہ گھر والے گھر کی اندر کی چیزوں کوزیادہ جانتے ہیں اوراور چاروں مذاہب کے امام ان سے جدا جدا تھے، اس جھوٹی ولاء کی علامت کہاں چلی گئی ؟(محمد رضی رضوی کی کتاب: کذبوا علی الشیعۃ ص:۲۷۹).

اور یہ نظریات تفصیل کے ساتھ بیان کئے جارہے ہیں:

[ا] ائمہ اربعہ کو جہالت کا الزام لگانا اور فقہ وحدیث کے اندر ائمہ اثنا عشریہ پران کے اعتماد کا دعویٰ:

سنت کے ائمہ اربعہ کے اوپر اثنا عشریہ کے بہت سارے الزامات اور ان کی بھیانک افترا پردازیوں میں سے ان کا ان ائمہ اربعہ کے اوپر جہالت اور اللہ کے دین کی فہم میں کم فہمی کا الزام لگانا ہے اور یہ کہنا ہے کہ یہ لوگ اس بارے میں ان کے اہل بیت وغیرہم کے ائمہ کے محتاج ہیں اوراس کی ان کی قدیم اور عصر حاضر کی کتابوں کے اندر اور ان کی تصنیفات کے اندر بہت ساری مثالیں ہیں.

محمد بن عمر کشی امام احمد رحمہ اللہ کے تعلق سے کہتا ہے کہ: وہ جاہل تھے سخت متعصب تھے کپڑے بنتے تھے اور فقیہوں میں ان کا شمار نہیں ہوتا تھا

(بیاضی نے الصراط المستقیم (۳/۲۲۳) کے اندران سے اس کو نقل کیا ہے).

محمد بن عمر بن عبدالعزیز ابوعمرو کشی ہیں نجاشی کہتے ہیں کہ: ثقہ تھے اور ضعفاء سے بہت سی روایتیں کیں ہیں اور طوسی کہتے ہیں کہ: ثقہ اخبار اور راویوں کو جاننے والے اچھے اعتقاد رکھنے والے ہیں (رجال النجاشی ص:۳۷۲ اور تحقیق شدہ نسخہ کے اندر (۲/۲۸۲) اور فہرست الطّوسی ص:۱۴۱).

جیسا کہ محمد باقر مجلسی نے البحار کے اندر تمام ائمہ کی جہالت کے متعلق خصوصاً ابو حنیفہ نعمان رحمہ اللہ کی جہالت کے متعلق بہت ساری حکایتیں نقل کی ہیں.(دیکھئے: فی مناظرات بین ابی حنیفۃ وجعفر الصادق (۲/۲۸۶-۲۹۵ اور (۱۰/۲۱۲-۲۱۵) اور اسی طرح (فی مناظرۃ بین ابی حنیفۃ وشیطان الطاق (۱۰/۲۳۰-۲۳۲).

اور اپنی بحار (دیکھئے (۲/۱۷۹) کے اندر ایک باب باندھا ہے جس کا نام رکھا ہے باب اَنَّ کل علم حقٍّ هو فی ایدی الناس فمن اهل البیت وَصَلَهُمْ.

اور ہم عصر اثنا عشری شیعی معروف حسینی کا گمان ہے کہ ہمارے ائمہ اربعہ میں سے ہر امام نے اس کے ائمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے اگر چہ ان میں سے کسی ایک سے ہی کیوں نہیں.

جیسا کہ علی بیاضی نے الصراط میں مکمل ایک باب باندھا ہے جس کا اس نے عنوان دیا ہے **باب فی تخطئة کل واحد من الاربعة فی کثیر من احکامہ** (یہ ابومحمد زین العابدین علی بن یونس عاملی نباطی بیاضی اثناعشری جدلی ہے اس کی تصنیفات میں سے الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم اور اللمعۃ فی المنطق متوفی :۸۷۷) دیکھئے بیاضی کی کتاب الصراط المستقیم (۱۸۱/۳) اور اس کے بعد کے صفحات اور ابوحنیفہ کے اوپر جہالت اور کم علمی کے دیگر الزامات (۳/۲۱۱-۲۱۳-۲۱۴).

اور امیر المومنین قزوینی شیعی اثنا عشری کہتا ہے کہ: انہیں میں سے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں، انہوں نے امام جعفر بن محمد الصادق سے فقہ لی ہے اور امام احمد بن حنبل انہیں میں سے ہیں علم اور حدیث میں ان کے شیخ محمد بن فضیل بن غزوان ضبی ہیں اور ان کے ساتھ شیعہ تھے (ضبی سے ثوری اور امام احمد اور ابن راہویہ اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے حافظ اللسان کے اندر کہتے ہیں کہ یہ غالی شیعہ ہے (۳۷۲/۷) دیکھئے الشیعۃ فی عقائدہم ص:۱۵).

اور اس اعتراض کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے:

اولاً: ایک یا دو حدیثوں یا اس سے زیادہ احادیث کی روایت کر دینے کا معنی یہ نہیں ہوتا ہے کہ راوی کو مروی عنہ سے تلمذ حاصل کرنا پڑے جیسا کہ

امام احمد اور ان کے علاوہ نے محمد بن فضیل بن غزوان ضبی سے روایت کیا ہے پس اہل فن کے یہاں ایک اصطلاح روایۃ الاکابر عن الاصاغر کے نام سے اور روایۃ الشیوخ عن التلامیذ کے نام سے جانی جاتی ہے (اور تحدید کے طور پر نہیں بلکہ مثال کے طور پر دیکھئے الانتقاء ص: ۱۲۰ اور ترتیب المدارک فی اسماء من روی عن الامام مالک من شیوخہ (۱/۲۵۴-۲۵۶).

جس طرح کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ مروی عنہ راوی سے زیادہ جانکار ہے پس نبی 1 سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کتنے ہی فقہ کے حاملین ایسے ہیں کہ جن سے روایت کرنے والے ان سے زیادہ جانکار ہیں (امام ترمذی نے اس حدیث کو جامع کے اندر روایت کیا ہے (۲۶۵۶) اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور سنن ابوداؤد (۳۶۶۰) ابن ماجہ (۲۳۰) صحیح ابن حبان (٦٧) از زید بن ثابت).

اسی بنیاد پر میں یہاں اثنا عشریہ کے ایک دوسری غلطی کی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس کے تعلق سے شیعی کہہ دیا گیا ان کے بارے میں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ یا تو رافضی ہے یا غالی قسم کا شیعہ ہے۔

(پس محمد حسین ال کاشف الغطاء نے اصل الشیعہ کے اندر ص: ۷۵-۱۰۶) میں اور

امیر قزوینی نے الشیعۃ فی عقائدہم کے اندر ص: ۷ا پر صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی تعداد کو غالی شیعوں کے ضمن میں گنایا ہے اور آج وہی حضرات روافض کے اسلاف میں سے ہیں).

اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان ائمہ اربعہ اور دیگر معروف ائمہ سنت نے جن سے روایات کی ہیں وہ تو شیعہ مفضلہ ہیں نہ کہ شیعہ اثنا عشریہ ہیں.

(شیعہ فاضل کا مطلب ہے کہ وہ شیعہ جو علی کو ابو بکر وعمر پر فضیلت دیتے ہیں مگر ان کی امامت اور ان کی عدالت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان دونوں سے دوستی رکھتے ہیں جہاں تک شیعہ اثنا عشریہ کی بات ہے تو وہ ابو بکر وعمر کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول 1 کے بعد علی کی امات کے اوپر نص موجود ہے اور جنہوں نے آپ سے قبل خلافت کی ہے وہ ان کے غاصب ہیں).

ثانیاً: احادیث کی روایات کے درمیان اور اس سے شرف تلمذ حاصل کرنے اور علم کے تعلق سے اس پر اعتماد کرنے میں فرق ہوتا ہے خصوصاً اگر کسی شخص سے کم روایات وارد ہوں جیسا کہ ان اثنا عشریہ شیعہ کو وہم ہوا ہے.

اور اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ائمہ اربعہ کی کچھ روایت کے متعلق کہا ہے کہ وہ بہت کم ہیں انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں جو جعفر صادق سے مروی ہیں پس یہ ائمہ اربعہ کے اندر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے جعفر

صادق سے فقہی قواعد اخذ کیا ہو مگر انہوں نے احادیث کی روایت ایسے ہی کی ہے جیسا دوسروں سے کیا ہے اور ان کے علاوہ کی احادیث ان کی احادیث کا تھوڑا سا حصہ ہیں (منہاج السنۃ النبویۃ (۵۳۳/۷).

اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ: کچھ ائمہ حدیث کا ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن صادق سے روایت کرنے کے اندر کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ ائمہ حدیث کا آپس میں ایک دوسرے سے روایت کرنا ثابت ہے پس شیعہ اثنا عشریہ کا یہ دعویٰ نامناسب ہے اور خلیفہ راشد علی بن ابی طالب ان دونوں کے درجہ میں نہیں بلکہ یہ دونوں ان سے پورے طور پر بری ہیں.

اور جن جھوٹی روایات سے انہوں نے اپنی کتابیں ان دونوں کے خلاف اور ان کے علاوہ دیگر اہل بیت کے خلاف سیاہ کی ہیں جیسے کافی اور دیگر کتابیں تو یہ حقیقت کو ذرا بھی تبدیل نہیں کرسکتیں.

ثالثاً: اور اس دعویٰ کے بطلان کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ان ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اور نہ ان کے کسی شاگرد نے ہرگز مذہب شیعہ اثنا عشریہ کا دعوی نہیں کیا اور نہ ہی اسے اپنے لئے مذہب کی حیثیت سے چنا پھر کیسے یہ اتفاق ہوسکتا ہے جب کہ ان کا گمان ہے کہ ان لوگوں نے اپنے

سارے علوم فقہ حدیث وغیرہ ائمہ اثنا عشریہ اوران کے علماء سے حاصل کئے ہیں ؟ اور یہ بات معلوم ہے کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر عاقل شخص کو معلوم ہے کہ مشہور علمائے مسلمین کے اندر کوئی بھی شیعہ نہیں بلکہ سبھوں کا شیعوں کو جاہل گردانئے اوران کی کو گمراہ قرار دینے پر اتفاق ہے اور وہ تو ہمہ وقت روافض کی جہالت اوران کی گمراہیوں کا ذکر چھیڑتے رہتے ہیں جس سے بدیہی طور پر پتہ چلتا ہے کہ ان کا عتقاد ہے کہ روافض سب سے بڑے جاہل اور سب سے گمراہ کن ہیں اور تمام قوموں میں ہدایات سے کہیں دور ہیں (المصدر السابق ۴/۱۳۰-۱۳۱).

اورمزید فرماتے ہیں کہ: اوراللہ جانتا ہے کہ میں نے اپنے لوگوں کے اقوال کی معرفت اوران کے مذاہب کی معرفت کی بکثرت تلاش اور جستجو کے دوران مجھے پتہ نہیں چل سکا کہ امت کے کسی راست باز کو امامیت کے مذہب کا الزام لگایا گیا ہو چہ جائے کہ یہ کہا جائے کہ وہ باطن کے اندر اس کا اعتقاد رکھتا ہے (المصدر السابق ۴/۱۳۱).

اور عبد القاہر بغدادی کا کہنا ہے کہ کوئی بھی فقہ کا امام اور حدیث کا امام اللہ کے شکر او اس کے کرم سے خوارج میں سے تھا نہ روافض میں سے اور نہ ہی دیگر گمراہ کن خواہشات کی پیروی کرنے والے فرقوں میں سے تھا (الفرق بین الفرق ص:۳۰۸).

یہ ایک راز ہے جسے ہم اپنے موجودہ زمانہ تک دیکھ رہے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے بعض متبعین کے اوپر اعتزال یا تصوف ارجاء کا الزام بسا وقات لگایا جاتا ہے مگر ہم نے کبھی یہ نہ سنا کہ کوئی رافضی حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ان ائمہ اربعہ کے مذہب کے مطابق اور ان کے اصولوں کے مطابق تصنیف وتالیف میں شہرت حاصل کی ہو اور ایسا صرف رافضیت کے اہل علم کے طریقہ سے بہت دور ہونے کی بنا پر ہے اور یہ اسلام کے برعکس ہے اور کوئی بھی چیز اپنے مخالف کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی.

رابعاً: یہ بات کیسے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ائمہ اربعہ نے علم کے اندر شیعہ اثنا عشریہ کے اوپر اعتماد کیا ہے اور جب کہ ہر فرد بشر [ادنیٰ واعلیٰ] ان ائمہ اربعہ کے علم اور ان کی فقہ اور ان کے ضبط اور ان کی راست بازی سے واقف ہے جب کہ امت کی اکثریت کے نزدیک امامیہ جاہل اور دروغ گو

خصوصا نقلیات (روایات) میں جھوٹے ہیں؟ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اور مسلم دانشوروں کا اتفاق ہے کہ اہل قبلہ کا کوئی بھی گروہ جہالت اور گمراہی اور جھوٹ اور بدعت اور ہر برائی کے سب سے زیادہ قریب اور ہر بھلائی سے بہت ہی دوران امامیہ سے کوئی اور فرقہ نہیں ہے (دیکھئے: منہاج السنۃ النبویۃ ۲/۶۰۷) اور دیکھئے: ۷/۴۱۶) اور دیکھئے منہاج السنۃ النبویۃ (۴/۶۳، ۶۵، ۶۶) احتجاج اور استدلال کے اسلوب پر امامیہ کی جہالت کے چند نمونوں کے لئے اس کتاب کو دیکھئے).

ائمہ اربعہ کے اوپر کتاب وسنت کی مخالفت کا الزام

اس تعلق سے علمائے اثنا عشریہ کے اقوال میں سے بیاضی کا چاروں مذاہب کے ائمہ اوران کے متبعین کا قول ہے: مخالف نے اپنا دین قیاس اور استحسان سے لیا اور ہم نے توان ائمہ زماں سے لیا ہے جنہوں نے تحریم وتحلیل اپنے جدامجد جبریل اوراس نے رب سے لیا (الصراط المستقیم:۳/۲۰۷).

جیسا کہ انہوں نے ایک فصل باندھی جس کا باب اپنے اس قول سے باندھا قیاس کے تعلق سے کلام کیا کہ انہوں نے کتاب وسنت سے اعراض کیا پھرایک دوسری جگہ شعر کہا:

ان کنت کاذبًا فی الذی حدثتنی

فعلیک وزر اَبسی حنیفة اَو زفر

المائلین الی القیاس تعمُّدًا

العادلین عن الشریعة والاَثر

(المصدر السابق ۳/۲۱۰).

''اگر تم مجھ سے اپنی روایت کے بیان کرنے میں دروغ گو ہوتو تمہاریع اوپرابوحنیفہ اورزفر کا گناہ ہے قیاس سے جان بوجھ کرمڑنے والے

اورشریعت اوراثر سے روگردانی کرنے والے".

جیسا کہ تکبر کرتے ہوئے اوراتراتے ہوئے اس نے کہا کہ: یہ ان کے اختلافات کے سمندروں کا ایک قطرہ ہے جس کے اندرانہوں نے اپنے پروردگار کی کتاب اوراپنے نبی کی سنت کی مخالفت کی ہے اوراحکام شریعت کے اندران کے اوربھی اقوال ہیں.(المصدرالسابق ۳/۲۰۵اورمزید دیکھئے ۳/۱۹۵).

ان کے علامہ ابن مطہرالحلی منہاج الکرامۃ کے اندر کہتے ہیں: اوران میں سب لوگ قیاس کو لینے کے قائل ہیں اوررائے کواپنانے کے قائل ہیں آپس انہوں نے دین کے اندروہ چیزیں داخل کرڈالیں جواس میں سے نہیں ہے اوراقوال صحابہ سے غفلت برتی.(منہاج الکرامۃ للحلی ص:۹۳ منہاج السنۃ النبویۃ سے ماخوذ ۳/۴۰۰-۴۰۱).

محمد باقر مجلسی نے پنے علماء سے ان اخبار کونقل کیا ہے جس میں اپنے زعم کے مطابق ان ائمہ سنت کے آراءصحابہ کی مخالفت کرنے پرعتاب کیا ہے اورخصوصاً امیرالمومنین علی بن ابوطالب اوران میں سے ان کا قول ہے کوئی بھی فقیہ نے سوائے امیرالمومنین کے اس کے کچھ احکام کے اندرمخالفت کی

ہے اور اس سے اعراض کر کے دوسری چیز کو اپنایا ہے.(بحار الانوار ۱۰/۴۴۴-۴۴۵).

مزید کہا کہ:اور فقہائے امصار میں سے سوائے شافعی کے کوئی اور نہیں مگر شافعی بھی امیر المومنین کی اوپر طعن کرنے اور ان کی اکثر باتوں کو ٹال مٹول کرنے اور اس کے احکام کی تردید کی اندر شرکت کی ہے اور یہ کام وہ شخص نہیں کرسکتا ہے جس کے دل کے اندر ان سے محبت رکھنے اور ان کے واجبی حق کو جاننے کا تھوڑا سا حصہ ہے (بحار الانوار:۱۰/۴۴۴-۴۴۵) اور دیکھئے ۲/۲۸۶- ۲۸۸ -۲۸۹) اور اسی طرح دیکھئے :۲/۲۹۸اور ۱۰/۲۳۰) باب الاحتجاج علی المخالفین).

اور ان خطرناک الزامات کا جواب درج ذیل نقاط کے اندر دیا جارہاہے:

اولاً:ائمہ اربعہ کا دعوی کرنا یا ان کا کتاب وسنت کی مخالفت کے اتفاق کرنے پر کوئی دلیل موجود نہیں اور میں نے اس تعلق سے سابقہ مطلب کے اندر بحث کرلی ہی اور عنقریب میں ان کے فتووں اور ان کے مسائل سے اخذ کرکے ان کے کتاب وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے پر دلالت کناں چند

اقوال کوذکر کروں گا.

اور جہاں تک صحابہ کے اقوال کی بات ہےتو روافض کیسے صحابہ کے برخلاف اوروں سے لے سکتے ہیں جب کہ وہ ان صحابہ کے کفر اوران کے گمراہ ہونے کا حکم لگاتے ہیں؟

یہ تو تعجب خیز بات ہے بلکہ مکر اور بڑا دھوکہ ہے؟: ﴿ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾ ''اور یہ لوگ چالبازیاں کرتے ہیں اور اللہ چال چلنے والا ہےاور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے(الانفال:۳۰).

اوراسی تعلق سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کب صحابہ کی مخالفت اور ان کے اقوال سے اعراض امامیہ کے نزدیک منکر ہوسکتا ہے؟ یہ لوگ تو صحابہ سے محبت کرنے اوران سے دوستی رکھنے اور تمام صدیوں کے اوپر ان کوفضیلت دینے پر متفق ہیں اوراس بات پر متفق ہیں کہ ان کا اجماع حجت ہے پھر کیسی ان کے اوپر صحابہ کی مخالفت کا لزام لگایا جاسکتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ: بے شک اجماع صحابہ حجت نہیں ہے اوران کوکفر اورظلم کی جانب منسوب کرتا ہے(منہاج السنۃ النبویۃ (۳/۴۰۵-۴۰۶).

ثانیاً: یقیناً امامیہ اثنا عشریہ کے بیانات خود ائمہ اربعہ کے الزام تراشی

میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، کبھی تو صحابہ کی مخالفت کا الزام ان کو دیتے ہیں اور اس کو غیر معفو عنہ ایک بڑا جرم سمجھتے ہیں پھر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان ائمہ اربعہ اور ان کے معارف کو صحابہ کے علوم کی طرف مرجع کبھی کبھار نہیں قرار دیتے ہیں.

ہم اس سلسلے میں اثنا عشریہ امامیہ کے قول کو سنتے ہیں جو کہ ان کے زمانہ میں بڑے جانکار ابن مطہر الحلی کے قول کو سماعت کرتے ہیں کہ پس انہوں نے اپنی کتاب منہاج الکرامۃ کے اندر کہا اور مالک نے ربیعہ سے پڑھا - یہ ربیعہ الرائے ہیں اور ان کی سوانح کا بیان ہو چکا ہے.(دیکھئے ص :۵۷)اور ربیعہ نے عکرمہ سے پڑھا ہے(یہ عکرمہ مولی ابن عباس ہیں مکہ کے ایک فقیہ تابعین اعلام میں سے ہیں ان کی اصل بربر ہے اور ابن عباس پس اپنی تعلیم کے اندر محنت کی اور انہوں نے ان کو فتوی کی اجازت دے دی متوفی عنہ ۱۰۴-یا ۱۰۵ یا ۱۰۶ الشذرات (۱/ ۱۳۰) اور عکرمہ نے ابن عباس سے پڑھا اور ابن عباس علی کے شاگرد ہیں -

(اور یہ تو ان کا جھوٹ ہے ابن تیمیہ کہتے ہیں منہاج کے اندر (۷/ ۵۳۶) ابن عباس علی کے شاگرد ہیں جھوٹی بات ہے پس ابن عباس کی روایتیں علی سے بہت کم ہین اور اکثر روایات عمر اور زید بن ثابت اور ابو ہریرہ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے ہیں - منہاج الکرامۃ ص :

۱۷۹ منہاج السنۃ النبویۃ سے نقل کرتے ہوئے (۷/۵۳۵).

اور اس قول سے چند سطور قبل وہ کہتے ہیں کہ: اور جہاں تک فقہ کی بات ہے، لہٰذا سارے فقہاء کا مرجع یہی ہیں یعنی علی بن ابو طالب ہیں (منہاج الکرامۃ ص:۱۷۸ منہاج السنۃ النبو یہ سے نقل کرتے ہوئے (۷/۵۲۹) اور حقیقت جس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ان ائمہ فقہاء کا علم اور ان کی فقہ کا مرجع علم اور فقہ صحابہ ہے، امام ابو حنیفہ نے اپنا اکثر و بیشتر علم اور فقہ اپنے شیخ حما بن ابو سلیمان سے حاصل کیا ہے اور ان سے خاص طور پر حاصل کیا ہے اور حماد نخعی کے شاگرد ہیں اور نخعی علقمہ کے شاگرد ہیں اور علقمہ عبداللہ بن مسعود کے شاگر د ہیں .(نخعی سے مراد ابراہیم بن یزید النخعی ہیں ابوعمران کنیت ہے بڑے امام اور متفقہ طور پر عراق کے فقیہ ہیں مسروق اور اسود اور علقمہ سے علم لیا ہے متوفی عنہ: ۹۵ الشذرات : ۱/۱۱۱) اور علقمہ سے مراد علقمہ بن قیس النخعی لکوفی ہیں ابن مسعود کے ساتھی ہیں اور ان کے ہم شبیہ تھے اور کئی صحابہ نے ان سے فتوی لئے ہیں الشذرات: (۱/۷۰).

اور جہاں تک امام مالک کی بات جو یہ معروف یہ ہے کہ آپ کا علم مدینہ والوں سے آیا ہے اور جن اہل مدینہ نے فقہاء سبعہ سے لیا ہے اور یہ لوگ بڑے بڑے صحابہ جیسے زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور ان ساتوں فقہاء

سے مراد: سعید بن مسیّب، عروۃ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں اوران کو کچھ شعراء نے نظم کے اندر اپنے اس قول کے اندر پرویا ہے:

اذا قیل من فی العلم سبعة ابحر روایتهم لیست عن العلم خارجة

فقل هم عبید الله عروة قاسم سعید ابو بکر سلیمان خارجة

ترجمہ: اگر کہا جائے کہ علم کے اندر سات سمندر کون ہیں جن کی روایت علم سے خارج نہیں تو وہ عبیداللہ عروہ، قاسم، سعید، ابوبکر، سلیمان اور خارج ہیں. دیکھئے: اعلام الموقعین علامہ ابن قیم کی کتاب (۲۳/۱)

اور امام شافعی نے مکیوں سے فقہ لی ہے جن مکیوں نے ابن عباس کے شاگردوں سے لیا پھر اس کے بعد امام مالک سے لیا ہے اور امام احمد بن حنبل تو مذہبا اہل حدیث تھے آپ نے سفیان بن عیینہ اور عمرو بن دینار اور ابن عباس اور ابن عمر وغیرہ جیسے صحابہ سے لیا ہے. (عمرو بن دینار: یہ ابومحمد ہیں ان کے مولی جمحی ہیں یمنی صنعانی ہیں ابن عباس اور جابر سے سماع حاصل کیا ہیاور شعبہ نے کہا کہ: می نے حدیث کے اندر ان سے مضبوط کسی اور کو نہیں دیکھا مکہ کے اندر سنہ ۱۲۶ ہجری کے اندر وف تپائی الشذرات: ۱۷۱/۱) اور دیکھئے: منہاج السنة (۵۲۹/۷-۵۳۰) اور اعلام الموقعین

(۲۳/۱).

تو پھر کیا یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان جیسے لوگوں کے اوپر صحابہ کی مخالفت کرنے اور ان کے معارض ہونے کا الزام لگایا جائے؟

ثالثاً: جس کا گمان یہ ہے کہ ائمہ نے امیر المومنین علی بن ابو طالب کی بعض فتووں اور ان کے احکام کے اندر مخالفت کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ: کسی ایک صحابی کی کسی ایک حکم کے اندر مخالفت کرنا باعث عیب نہیں جب کہ جمہور صحابہ موافقت کر رہے ہوں خصوصاً جب یہ مخالفت کتاب اللہ اور سنت رسول کی محفوظ بنیادوں پر مبنی ہو پس صحیح قول کے نطابق صحابی کا قول حجت نہیں ہے جب دوسرے صحابہ اس کی مخالفت کر رہے ہوں جیسا کہ اصول علم اصول کے اندر ثابت ہے. (اور اس تعلق سے جس اختلاف کو بیان کیا جاتا ہے جب صحابی کے قول کی کوئی مخالفت کرنے والا نہ ہو جیسا کہ شیخ محمد امین شنقیطی نے مذکرۃ کے اندر اس کو ثابت کیا ہے ص: ۱۶۴) دیکھئے: محمد امین بن احمد جنکی کی الصعود الی مراقی السعود ص: ۴۰۱) تحقیق کردہ: محمد مختار شنقیطی اور دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۸۳/۱-۲۸۴).

امامیہ کا یہ دعویٰ کہ مذاہب اربعہ کا دارومدار خواہشات کے اوپر ہے

اثنا عشریہ میں سے جن لوگوں نے اس بے بنیاد دعویٰ کو کیا ہے وہ ہاشم معروف حسینی ہیں. (یہ ہم عصر اثنا عشریہ شیعہ مؤلف ہے اس کی کتاب ہے المبادی العامۃ فی الفقہ الجعفری) بایں طور وہ کہتا ہے کہ اور اس نے اس تعلق سے مذاہب اربعہ کی تاریخ کا مختصر جائزہ لیا ہے جن اسباب کی بنا پر یہ مذاہب منتشر ہوئے اور طویل مدت تک باقی رہے یہ ہے کہ تمام زمانوں میں حاکم سلطنتیں مذاہب اربعہ کی مضبوط سند رہی ہیں جب سے یہ مذاہب وجود میں آئے اور آج تک یہ ایسا ہے. (دیکھئے: المبادی العامۃ للفقہ الجعفری لہاشم الحسینی ص:۳۸۵).

اور یہ اثنا عشری مرتضیٰ عسکری ہے جس نے کہا: پھر حکام نے جس کو اختیار کیا وہ لائق عمل قانون بن گیا اور اس نے رسمی اسلام کی نمائندگی کی اور اس کے مخالف کو چھورا اور مخالفت کرنے والے کو ڈال دیا اور اخیر میں سلطنتوں نے یہ طے کیا کہ امت کو ان مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کے فقہی مذہب پر مجبور کر دیا جائے اور چونکہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں پس انہوں نے اسلام کو اپنے حاکموں اور ان کے بنائے ہوئے

حکموں اور عقیدۃ اور سنت کو نبی کی جانب منسوب کیا اور ان کو اہل سنت والجماعت کے تابع احکام کا نام دیا.(دیکھئے: اصل الشیعۃ واصولہا: (ص/۵۹-۶۰)

ہم عصر اثنا عشری امامی ہے سنہ۱۳۹۱کے اندر باحیات تھا اور خمسون ومائۃ صحابی مختلق کا مؤلف اور بغداد کے اصول الدین (الامامیہ) کا مؤسس ہے دیکھئے اس کی کتاب کا مقدمہ:خمسون ومائۃ صحابی ص:۱۹اور اصل الشیعۃ واصولہا:ص:۶۳).

بہر حال ان دونوں متعصب اثنا عشری کا قول کسی دوسرے شیعی کی رائے سے تعجب خیزنہیں ہے، یہ تو اپنے ائمہ کو ائمہ انقلاب سمجھتے ہیں اور اپنے دین کو ان لوگوں کی مخالفت پرمبنی دین انقلاب مانتے ہیں اللہ نے جن کو ہر زمان ومکان کے اندر مسلمانوں کے امر کا سرپرست بنایا ہے.[اور اگر آپ چاہیں تو قوم کی ان کتابوں کا مطالعہ کریں:محمد مہدی شمس کی کتاب ثورۃ الحسین اور محمد جواد مغنیہ کی کتاب الشیعۃ ولحاکمون اور ڈاکٹر موسی الموسوی کی کتاب الثورۃ البائسۃ اور موسوی بذات خود الشیعۃ والتصریح کے اندر ص:۵۲ پر کہتے ہیں کہ: شیعہ کا یہ دعوی کیسا ہے کہ وہ امام حسین شہیدوں کے سردار اور انقلابیوں کے امام کے مددگار ہیں جب کہ یہ تقیہ پرعمل کرتے ہیں].

اور جب رب العالمین کی جانب سے امیر المومنین کی باری[خلافت] آ پہنچی تو بہت سی ان کے دین کے اندر مبتدعانہ بنیادوں کو ڈھا دیا اور مخالفین

کی کثرت کی بناپر بہت ساری بنیادوں کوختم کرنے کی طاقت نہ رکھ سکے یہاں تک اموی حکومت کا دور آتا ہے، انہوں نے نفرت آمیز بدعتوں کی آگ روشن کی اور باطل اور ناپسندیدہ حالات کو ظاہر کیا ، انہوں نے ان بنیادوں کے اندراضافہ کیا، انہوں نے ان بنیادوں کواور سنوارا جس کی بنیاد انہوں نے رکھی تھی اورطنبور [ستار] کے اندرایک دوسری گیت کا اضافہ کیا ، لہٰذا لوگوں پر معاملہ گڈ مڈ ہوگیا اوراسی منہج کے اوپر لوگ قائم رہے یہاں تک کہ بنوعباسیہ تک یہ ریاست ختم ہوگئی جوکمان اورسارنگیوں والے تھے .

ان کے زمانہ کے اکثر عام فقہاء نے ان کے رتبہ کو بلند کیا اورلوگوں کو ان کے فتووں کے لینے کا حکم دیا ان کے قریبی فقہاء آل رسول کی شدید مخالفت کرنے والے اورفروع اوراصول کے اندران کے خلاف تھے جیسے مالک ،ابوحنیفہ،شافعی اوراحمد بن حنبل اورجنہوں نے ان بے وقوف مذاہب میں ان کی تقلید کی اوران کے زمانہ میں تو ان سے زیادہ جانکاری رکھنے والے فقہاءموجود تھے،لیکن ان کوشہرت حاصل ہوئی کیونکہ یہ لوگ آل محمد کے لئے بڑے مکروہ اورظالم تھے اورچونکہ ان کے اندروہ تلبیس کاری تھی جس کے اوپر ابلیس نے ان کوابھارا پرہیزگاری کا اظہار کیا اور بادشاہوں

سے دوری و ظاہر کیا، دنیا کی تلاش میں اور دنیا ظاہری طور پر اس کو ترک کر کے ہی حاصل کی جاسکتی ہے اور سلوک کے اندر ان کے لئے مانند آئینہ بن کر پس دل ان کی جانب مائل ہو گئے اور عقلیں ان کے تابع ہو گئیں جو جانوروں کی طرح گمراہی میں تھے اور ان کی مندی بازاروں کو پروان ملتا رہا پس انہوں نے دین کے اندر بودی اصلاح اور غیر واضح تاویلات سے کام لیا.(دیکھئے : شیخ حسین ال عصفور الدرازی البحارنی کی کتاب المحاسن النفسانیۃ فی اجورۃ المسائل الخراسانیۃ ص: ۱۲) اور منشورات المشرق العربی الکبیر جمعیۃ اہل البیت بالبحرین طباعت اول:۱۳۹۹ھ ص:۱۲).

اور ان کے شیخ محمد تیجانی اپنی کتاب [ثم اہتدیت] کے اندر کہتے ہیں کہ بسا اوقات مذاہب اربعہ کے اندر بہت اختلاف ہوتا ہے، وہ نہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور نہ اس کے رسول کی طرف سے ہے(دیکھئے: ڈاکٹر محمد تیجانی کی کتاب: ثم اہتدیت ص:۱۲۷).

اپنی کتاب الشیعۃ ہم اہل السنۃ کے اندر کہتا ہے کہ اس بنیاد پر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ان حکومتوں کے گھڑے ہوئے مذاہب کس طرح پھیلے اور ان کو اہل سنت والجماعت کے مذاہب کا نام دیا پھر کہتا ہے کہ: اور اس بحث کے

اندر ہمارے لئے اہم یہ ہے کہ ہم ان واضح دلائل کو بیان کریں کہ اہل سنت والجماعت کے مذاہب اربعہ وہی ہیں جن کو سیاست نے گھڑا ہوا ہے (دیکھئے: تیجانی کی کتاب: الشیعۃ ہم اہل السنۃ ص: ۱۰۴ تا ۱۰۹).

اس الزام کا مختصر جواب ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ: ائمہ اربعہ اور دیگر علمائے اہل سنت کبھی بھی حکام کے ہاتھوں میں نہ تھے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ ان کے فتاویٰ ان کی خواہشوں کے اعتبار سے ہوتے تھے جب کہ ان کی سیرتیں ان کے شریفانہ موقف سے بھرپور ہیں خواہ عادل حکام ہوں یا کوئی اور رہوں ہر ایک شرعی نصوص کی دلالت کی بنیاد پر اجتہاد کرتا.

اور اگر بات ایسے ہی ہوتی جیسا کہ اثنا عشریہ کا کہنا ہے تو کیا امام ابوحنیفہ کو مار پڑتی اور موت تک قید خانہ کے اندر محبوس کئے جاتے اپنے منصب قضا کو قبول نہ کرنے کی بنا پر.(دیکھئے القصۃ فی تاریخ بغداد (۳۲۴/۱۳-۳۲۸) اور الانتقاء: ص: ۱۷۱) یا پھر امام مالک کو ان کے فتویٰ کی بنیاد پر مارا جاتا یا ان کو شہر کے اندر گھمایا جاتا (دیکھئے: القصۃ فی الانتقاء: ص: ۴۳-۴۴ اور شذرات الذہب: ۲۹۰/۱) اور کیا امام احمد بن حنبل کو قرآن کے مخلوق کے قائل نہ ہوکر اپنے سچے مذہب کی بنا پر اس عظیم آزمائش کے اندر آزمائے نہیں گئے؟

(دیکھئے قصہ ابونعیم کی کتاب حلیۃ الاولیاء کے اندر ص: ۹/۱۹۵-۲۰۴، اور ابن کثیر کی کتاب البدایۃ والنہایۃ (۱۴/۳۹۳-۴۰۵) اور ان سوالوں کا جواب ان کی قوم کے اپنے عقلمندوں کو دینا چاہئے.

اور جہاں تک ان ائمہ کرام کے مذہب کا ولاۃ الامر کی وجہ سے منتشر نہ ہونے اور یا ان کے حکومت کی خلاف ورزی کرنے یا لوگوں کو ان کے خلاف یا اس جیسی مقاصد اتحاد قائم کرنے یا جماعت سے الگ نہ ہونے کی بنا پر ہے تو یہ ان کی خواہش نہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کی ذاتی یا ان سب کی مجموعی مصلحت ہے اور یہ تو نبی کی سنت کا تقاضا ہے جس سے اے اثنا عشریہ تم بہت زیادہ جہالت کے اندر پڑے ہوئے ہو جیسا کہ تمہارے مذہب کے اصول کا تقاضہ ہے.

اور یہاں پر ہم ان کچھ صحیح آثار کا تذکرہ کریں گے جو اس تعلق سے ائمہ اربعہ کے منہج کے صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہیں:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہتے ہیں کہ: ہم کو نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے بلایا تو ہم نے ان سے بیعت کی پس جن باتوں کو آپ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم سمع وطاعت پر اپنے خوشی اور

مجبوری اور اپنی تنگی اور اپنی خوشحالی پر بیعت کریں اور یہ کہ ہمارے اوپر اور ہم حکومت سے اس کے معاملہ میں نہ الجھیں یہاں تک کہ تم کوکوئی واضح کفر نظر آجائے اور تمہارے پاس اس پر دلیل موجود ہو (بخاری نے اسے روایت کیا ہے (٦٦٤٧) اور مسلم (١٧٠٩).

ابخاری و مسلممیں ابن عباس سے مروی ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول[صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں جن کے اوپر کبھی بھی کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا اللہ کے لئے خالص عمل کرنا اور سرپرستوں کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا پس ان کی دعوت ان کے بعد میں آنے والوں کو محیط ہے.(جامع ترمذی:٢٦٥٨،سنن ابن ماجہ:٢٣٠،مسند احمد بن حنبل:٤٧ ١٣٣-٢١٦٣٠،السنۃ لابن ابی عاصم:١/٩٤،اور محقق نے کہا ہے کہ کہ اس کی سند صحیح ہے،صحیح ابن حبان ٦٧-٦٨٠).

اورعوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا خبردار! جس کے اوپر کوئی سرپرست متعین کردیا جائے پس وہ اس کو اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے تو اللہ کی معصیت کو ناپسند کرے اور اطاعت سے ہاتھ ہرگز نہ

ہٹائے. [مسند احمد (٢٤٠٢٧) صحیح مسلم (١٨٥٥) السنۃ لابن ابی عاصم (٢/٢١٧-٢٢٢)].

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ تمہارے اوپر سمع وطاعت کرنا اور آسانی اور اپنی تنگی میں، مجبوری وخوشحالی میں اطاعت لازم ہے اگر چہ تمہارے اوپر ترجیح دی جانی لگے. [مسلم (١٨٣٦) مسند احمد (٢٢٧٨٧)].

ایک دوسرے الفاظ ہیں اگر وہ تمہارے مال کھا جائیں اور تمہاری پشت پر ماریں (صحیح ابن حبان (٤٥٦٢-٤٥٦٦).

جہاں تک آثار صحابہ کی بات ہے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صحابہ نے منع فرمایا اس بات سے کہ تم اپنے امراء کو گالی دو اور ان کو دھوکہ مت دو اور ان سے بغض نہ رکھو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو پس امر قریب ہے [ابن ابو عاصم کی کتاب السنۃ (٢/٦٩٣) اور محقق فرماتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے].

شیعہ امامیہ کا امام ابو حنیفہ کے اوپر الزام لگانا

انہوں نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ انہوں نے حدیث گھڑنے کی اجازت دی ہے (دیکھئے الصراط المستقیم (۲۱۳/۳).

امام کا علم اور پرہیز گاری اور علماء کی مقبولیت ان ڈھکوسلوں کی تکذیب کرتی ہے اور روایت کے اندر ضعف ہونا وضع حدیث نہیں ہے، لہٰذا آگاہ رہئے !!

اور کلینی نے الکافی کے اندر سماعۃ بن مہران سے اور اس نے ان کے امام معصوم السابع ابوالحسن موسیٰ سے حدیث میں روایت کیا ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جسے تم جانتے ہو تو اس سے بات کرو اور جب تمارے پاس کوئی ایسا آئے جسے تم جانتے نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی جانب اشارہ کیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر لعنت کرے جو کہتے تھے کہ علی نے فرمایا اور میں نے کہا اور صحابہ نے کہا [دیکھئے: الکافی للکلینی (۵۸/۱].

محمد بن عمرو کشی نے اپنی کتاب [اختیار معرفۃ الرجال المعروف برجال الکشی] میں روایت کیا ہے وہ ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا کہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ

بِظُلْمٍ﴾ کے متعلق ابوعبداللہ سے پوچھا کہا کہ یہ وہ ہے جس کو امام ابوحنیفہ اور زرارہ نے واجب کیا ہے [رجال الکشی ص۱۴۹].

ابوبصیر ابوعبداللہ سے ایک دوسری روایت میں روایت کرتے ہیں کہ: میں نے کہا: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ اس ظلم سے ہم کو محفوظ رکھے میں نے پوچھا وہ کیا ہے ؟ جواب دیا اللہ کی قسم وہ تو وہی ہے جسے ابوحنیفہ اور زرارہ نے ایجاد کیا.

تیجانی کہتا ہے: یہ ابوحنیفہ ہے ہم نے اس کو ایک مذہب کا ایجاد کرتے ہوئے پایا جو صریح نصوص کے مقابلے میں قیاس پر اور رائے کے اوپر عمل کرنے پر مبنی ہے [دیکھئے ڈاکٹر محمد تیجانی کی کتاب الشیعۃ ھم اہل السنۃ، ص/۸۸].

یہ سب کچھ جو امام ابوحنیفہ سے تواتر کے ساتھ سے مروی ہے جب کہ یہ غیر مقبول ہے کیونکہ وہ سنت اور حق وہدایت کے امام ہیں اور انہوں نے اپنے پیچھے وہ علم چھوڑا ہے جسے لوگ اٹھانے سے عاجز ہیں.

یوسف البحرانی اس بزرگ امام کے تعلق سے اپنے پوشیدہ حسد کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: شاہ عباس اول نے جب بغداد کو فتح کیا تو ابو حنیفہ کی قبر کو پاخانہ بنانے کا حکم دیا اور دو خچر وقف شرعی میں دیئے اور سر بازار

ان دونوں کو باندھنے کا حکم دیا یہاں تک کہ جو کوئی بھی پاخانہ کرنا چاہتا اس کے اوپر سوار ہوتا اور قضائے حاجت کی غرض سے ابوحنیفہ کی قبر تک جاتا اور ان کی قبر کے خادم سے ایک روز یہ کہا کہ اس قبر کی تم کیا خدمت کرر ہے ہو اورابوحنیفہ تو جہنم کی گہرائی کے اندر ہے؟ تو فرمایا کہ اس قبر کے اندر ایک کالا کتا ہے جسے تمہارے دادا شاہ اسماعیل نے فتح بغداد کے وقت دفن کیا تھا پس میں تو اس کتے کا خادم ہوں - اور اپنی بات کے اندر وہ سچا تھا- کیونکہ مرحوم شاہ اسماعیل نے اس طرح کا عمل کیا تھا.

اوراس کی کرامات میں سے یہ ہے کہ حاکم بغداد نے علمائے اہل سنت اوران کے عابدوں سے یہ مطالبہ کیا اوران سے کہا کہ وہ اندھا آدمی کیسا ہے جو موسیٰ بن جعفر کے قبہ کے نیچے رات گزارتا ہے اوران کی جانب بار بار دیکھتا ہے اورابوحنیفہ جو کہ امام اعظم ہیں ان کے تعلق سے اس جیسی کرامات ہم نے نہیں سنیں؟

انہوں نے جواب دیا: کہ یہ بھی تو ابوحنیفہ کی برکات کے طفیل میں ہوسکتا ہے تو اس نے ان سے کہا کہ میں اس طرح دیکھنا پسند کرتا ہوں تا کہ اپنے دین کی بصیرت ملے، وہ ایک فقیر کو لے آئے اوراس سے کہا کہ: ہم

تجھے اتنے اور اتنے دینار اور درہم دیں گے بس تو کہہ کہ میں اندھا ہوں اور تین دن یا دو دن لاٹھی کے سہارے چلتا رہا پھر جمعہ کی رات ابوحنیفہ کی قبر کے پاس جا پس جب تو صبح کرے تو کہہ کہ اللہ کی تعریف ہے کہ اس قبر والے کی برکتوں سے میری بینائی واپس آ گئی، اس نے ان کی بات مان لی پھر وہ رات ان کے قبہ کے نیچے گزاری، جب صبح ہوئی تو اللہ کی حمد کی اور وہ اندھے تھے دکھائی نہیں دیتا تھا، وہ چیخ پڑے اور گویا ہوئے کہ میرا قصہ کچھ اس طرح ہے کہ میں پیشہ ور اور صاحب اولاد ہوں پس اس کی خبر شہر کے حاکم کو پہونچی، اس نے اس کی جانب آدمی روانہ کیا اور اپنا قصہ بیان کیا تو اس نے تا مدت حیات اس کے اخراجات معاش کو لازم قرار دے دیا (یوسف البحارنی کی کتاب الکشکول).

شیعہ امامیہ کا امام مالک رحمہ اللہ کے اوپر الزام لگانا

بیاضی کی کتاب الصراط المستقیم میں آیا ہوا ہے کہ جعفر بن ابوسلیمان مالک نے مالک کو مارا اور ان کو گھمایا اور اونٹ کے اوپر بٹھایا اور مروی ہے کہ کہ وہ خوارج کی رائے کے اوپر تھے پ، ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ میں ان لوگوں کے تعلق سے بات نہیں کرتا جو ہم سے روٹھ گئے اور ہمارے بارے میں اعراض کیا (دیکھئے الصرط المستقیم (۲۲۰/۳).

تیجانی کہتا ہے کہ: اور یہ مالک ہیں جس نے اسلام کے اندر ایک مذہب ایجاد کیا (ڈاکٹر محمد تیجانی کی کتاب الشیعو ہم اہل السنۃ ص ۸۸).

یہ تو واضح ظلم ہے پس مالک اس بات سے مشہور ہوئے کہ وہ سنت کے امام ہیں اور بدعت کے مٹانے والے اور مالک کا علم اور ان کی سنت شریفہ سے معرفت ان سب کی تکذیب کرتا ہے.

شیعہ امامیہ کا امام شافعی رحمہ اللہ کے اوپر الزام لگانا

امام محمد بن ادریس شافعی ان لوگوں کے یہاں ولد الزنا ہیں، یوسف البحرانی کی کتاب کشکول کے اندر آیا ہے جس کا خلاصہ ہے کہ: اور مذکورہ کتاب کے اندر جس سید کی جانب یعنی یوسف بحرانی نے اپنے علماء کے بیان کو نقل کیا محمد بن ادریس کے ماں سے جب ان کے شوہر غائب ہو گئے اور چار سالوں کے بعد واپس ائے تو دیکھا کہ ان کی بیوی محمد کی ماں حمل سے ہے، اس نے ان کو جنا اور جب مکمل طریقہ سے اس خبر کی جانکاری ہوگئی تو یہ بات کہی.

اوران کے کچھ محققین نے اس کے اندر یہ علت بیان کی ہے کہ ابو حنیفہ موجود تھے اور ایک ہی زمانہ میں دو اامام ناطق جمع نہیں ہو سکتے، شافعی اپنی مان کے پیٹ میں چار سال روپوش رہے اور جب ابو حنیفہ کی وفات کی جانکاری ہوئی تو عالم وجود میں رونما ہوئے، آپ اس مبارک مولود اوران کے متعلق درپیش احوال وراس پاکدامن عورت کو دیکھے اور کس طرح اس نے اپنے شوہر سے چمٹایا اور مذکورہ علت کی جانب دیکھئے اوران کے اس شخص کے متعلق قبولیت کو دیکھئے جو آگے چل کر مذہب کا امام بنتا ہے (یوسف

بحرانی کی کتاب کشکول).

اثنا عشریہ امامیہ کے عجائب وغرائب میں سے ان کا امام محمد بن ادریس شافعی کو شیعیت اور رفض سے متہم کرنا ہے اور اسی تعلق سے ابن الندیم صاحب الفہرست کا کہنا ہے کہ شافعی شیعیت کے اندر بڑے سخت تھے اور ان کے سامنے ایک روز ایک شخص کے متعلق ایک مسئلہ کا ذکر کیا گیا تو اس بارے میں جواب دیا کہ: تو نے علی بن ابو طالب کی مخالفت کی تو اس نے ان سے کہا کہ تم میرے لئے اس بات کو علی بن ابو کالب سے ثابت کرو تا کہ میں اپنا رخسار مٹی کے اوپر رکھوں اور کہوں کہ میں نے غلطی کی اور اپنے قول کو چھوڑ کر ان کے قول کی جانب رجوع کروں. (ابن الندیم کی کتاب الفہرست ص/۲۹۵ سن طباعت: ۱۳۹۸مطابق ۱۹۷۸).

اور ان میں سے کچھ نے تو امام شافعی کی شعری ابیات کے اندر اپنی جانب سے اضافہ کیا جس کے اندر امام کہتے ہیں:

يـا راكبًا قف بالمحصب من منى　　واهتف بساكن خيفها والناهض

سـحرًا ذا فاض الحجيج إلى منى　　فيـضًا كملتطم الفرات الفائض

إن كـان رفـضًـا حب آل محمد　　فـليشهـد الثـقلان إني رافضي

''اے سوار! منیٰ کی وادی محصب میں ٹھہر جا اور خیف کے اندر رہنے والے اور وہاں سے روانہ ہونے والوں کو سحر کے وقت آواز دے جس وقت حجاج منیٰ سے ایسے روانہ ہوتے ہوں جیسے فرات تھپیڑے مارتا ہے اگر اہلِ بیت سے محبت کرنا رفض (کی علامت) ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں'' (ڈاکٹر محمد زہدی کی کتاب دیوان شافعی اور ڈاکٹر مجاہد مصطفیٰ کی کتاب شعر شافعی: ص۱۴۹).

اور اثنا عشریہ نے ان ابیات پر جو اضافہ کیا وہ یہ ہے:

قف ثم ناد بأنني لمحمد　　ووصيه وبنيه لست بباغض

أخبرهم إني من النفر الذى　　لولاء أهل البيت لست بناقض

وقل ابن ادريس بتقديم　　الذى قدمتموه على عليّ مارضى

''ٹھہر جا اور آواز دے کہ میں محمد اور ان کے وصی اور ان کی اولاد سے بغض نہیں رکھتا ہوں ان کو بتا دے کہ میں تو ان میں سے ہوں جو اہل بیت کی دوستی کو نہیں توڑتے'' (دیکھئے دہلوی کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ اور آلوس کی کتاب مختصر تحفہ ص۳۴-۳۵).

اورانہوں نے ان کی جانب دیگر اشعار کا اضافہ کیا ہے اور ان کے اوپر

جھوٹ اور بہتان باندھا ہے ان میں سے ہے.

شفيعي نبيي والبتول وحيدر　　وسبطاه والسجاد والباقر المجدی

وجعفر والثاوی ببغداد والرضا　　وفذاته والعسكر يان والمهدی

انا الشيعي في ديني وأهلي　　بمكة ثم داری عسقلية

بأطيب مولد وأعز فخر　　وأحسن مذهب يسمو البرية

آل النبي ذريعتي　　وهم إليک وسيلتي

أرجو بان أعطى غدًا　　بيدی اليمين صفيحتي

''میرے شفیع میرے نبی اور فاطمہ وعلی اور حسن وحسین اور سجاد و باقر مجدی اور جعفر اور بغداد کے ثاوی ورضا اور ان کی ذریت اور امام مہدی اور دونوں عسکری میں اپنے دین اور اپنے اہل خانہ کے اعتبار سے شیعہ ہوں جو مکہ کے پھر عسقلیہ کے رہنے والے ہیں کیا ہی بہتر اور با عزت جائے ولادت ہے اور کیا ہی بہتر مذہب ہے مخلوق جس کو چاہتی ہے نبی کی اولاد میرا ذریعہ اور وہی تیری لئے میرا وسیلہ ہیں میں امید کرتا ہوں کہ کل (بروز قیامت) میرے دائیں ہاتھ میں صحیفہ دیا جائے'' (دیکھئے کتاب بحار الانوار (۱۱۰/۴۳) اور (۲۱۲/۸۷) کہ انہوں نے فاطمہ کو بتول کہا ہے اور حیدر سے مراد علی ہیں تحفہ اثنا

عشریہ مختصر تحفہ :ص ر ۳۵، ڈاکٹر مجاہد مصطفیٰ بہجت کی کتاب شعر شافعی جس کے اندر اہلی کے بجائے اصلی ہے رازی کی کتاب مناقب الشافعی اور ڈاکٹر محمد زہدی یکن کی کتاب دیوان شافعی :ص ر ۵۴، اور رازی کی کتاب مناقب امام شافعی وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کیجئے).

عسقلی سے شاید شاعر امام شافعی کے تعلق سے جو یہ وارد ہے کہ ان کو غزہ میں ولادت ہونے کے بعد اور مکہ منتقل کئے جانے سے قبل عسقلان لے جایا گیا.

اور ان میں سے کچھ نے خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ امام شافعی کی آزمائش کے قصہ کو پکڑا ہ امام شافعی کو علویوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے خلیفہ کے اوپر تنقید رکنے اور امر خلافت میں اختلاف کرنے کی بنا پر دار الحکومت بغدد لایا گیا پس انہوں نے استدلال کیا کہ یہ تو امام کی شیعیت کی دلیل ہے (دیکھئے کتاب رازی کی مناقب الشافعی اور ابن کثیر کی طبقات الشافعیۃ).

جواب اس کا یہ ہے کہ امام کو شیعیت سے مورد الزام ٹھہرانا اس کے برعکس ہے جس سے آپ معروف ہوئے اور آپ سے صحیح سندوں کے ساتھ آپ کے متواتر اقوال مروی ہیں جس طرح کہ یہ بات شافعی کی رفض اور رافضیوں کے نقطہائے نظر کے برخلاف ہے شافعی کیسے رافضی ہو سکتے ہیں

جب کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے روافض سے زیادہ جھوٹی گواہی دینے والا کسی اور قوم کو نہیں دیکھا (دیکھئے: ابن ابوحاتم کتاب آداب الشافعی: ص/١٨٩).

یوسف بحرانی امام علم شافعی کے اوپر اپنے حسد کا اظہار کرتے ہوئے اور ان پر تردید کرتے ہوئے کہتا ہے:

کذبت فی دعواک یا شافعی   فلعنة اللـه علی الکاذب

بل حب اشیاخک فی جانب   وبغض أهل البیت فی جانب

عبدتم الجبت والطاغوت   دون الاله الواحد الواجب

فالشرع والتوحید فی معزل   عن معشر النصاب یا ناصبی

قدمتم العجل مع السامری   علی الامیر ابن ابی طالب

محضتم بالود أعدائه   من جالب الحرب ومن غاضب

وتدعون الحب ما هكذا   فعل اللبیب الحازم الصایب

قد قرروا فی الحب شرطًا له   ان تبغض المبغض للصاحب

وشاهدی القران فی لاتجد   اکرم به من نیر ثاقب

وکلمة التوحید ان لم یکن   عن الطریق الحق بالناکب

وانتـم قـررتـم ضـابـطًـا　　لتـدفـعـوا العـيب مـن الغـائب

بـانـنـا نسـكـت عـمـاجـرى　　مـن الـخـلاف السابق الذاهب

ونـجـعـل الـكـل عـلـى محمل　　الـخير لنحظى برضى الواهب

''اے شافعی تو نے اپنے دعویٰ میں دروغ گوئی سے کام لیا پس دروغ گو کے اوپر اللہ کی لعنت ہو بلکہ تو ایک طرف اپنے مشائخ سے محبت کرتا ہے اور بجانب دیگر اہل بیت سے محبت کرتا ہے تم نے تنہا اللہ واحد کی عبادت چھوڑ کر جبت اور طاغوت کی پرستش کی پس شریعت اور توحید ناصبیوں کے جماعت سے پرے ہوکر ایک گوشہ میں ہے اے ناصبی! تم نے سامری کے ساتھ بچھڑے کو یعنی علی بن ابو طالب کے اوپر اوروں کو مقدم کیا تم نے محبت کا نام لے کر اس کے دشمنوں کو مٹا دیا جو کہ جنگ آور اور غضبناک تھا اور تمہارا اس طرح محبت کا دعوی کرنا کیا ہے تم تو بہت عقلمند اور بڑے چالاک لگتے ہو میرے سامنے ثابت کیا کہ محبت کی ایک شرط یہ ہے کہ ناپسند کرنے والا دوست کو ناپسند کرے اور میرا شاہد قرآن کا کلمہ لاتجد ہے جو کہ روشن ستارہ سے زیادہ باعزت ہے اور کلمہ توحید اگر راہ راست سے ہٹانے والا نہ ہوا اور تم

نے ایک ضابطہ متعین کیا تا کہ اس سے عیب کا ازالہ کرسکو اور ہم گزشتہ اختلاف سے خاموش ہوکر بیٹھے رہیں اور ہم ہر ایک کو خیر کے اوپر محمول کریں کہ عطا کرنے والے (اللہ) کی رضا ملے ''.

اور ہمارے قول: ﴿لَا تَجِدُ﴾ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قول: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِيُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ﴾ (المجادلة: ٢٢) لہٰذا وہ ان کے اوپر ایمان رکھنے والا نہیں ہے اور اس کے باوجود اس کا ایمان کا دعویٰ واضح جھوٹ ہے، لہٰذا جس کسی نے بھی کسی کے تعلق سے محبت کا دعویٰ کیا اور وہ اس کے دشمن کے ساتھ محبت رکھتا ہے، وہ جھوٹا ہے. (دیکھئے یوسف بحرانی کی کتاب الکشکول سن طباعت اول: ١٩٨٦ (٢/١١٧).

شیعہ امامیہ کا امام احمد بن حنبل کے تعلق سے الزام لگانا

ان کے امام احمد کے اوپر الزام میں سے علی سے بغض رکھنے کے قول کو امام احمد کی جانب منسوب کرنا ہے اور اسی تعلق سے اثنا عشری شیعی بیاضی امام احمد کے بارے میں روایت کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے آدمی سنی اس وقت نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ علی سے بغض نہ رکھے اگر چہ تھوڑا سا ہی سہی.

(دیکھئے الصراط المستقیم).

اور اس نے اس چیز کا دعویٰ اپنی مسند کے اندر کیا ہے جس کا نام اس نے مسند جعفر رکھا ہوا ہے.

اور اس کے جواب میں یوں کہا جائے: جو کوئی آدمی آپ کو کسی مجہول شخص کی جانب منسوب کرے تو اس نے آپ کے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیا، وہ کیسے انصاف ور ہوسکتا ہے جس نے آپ کو کسی معدوم کی جانب منسوب کیا ہو، پس جس مسند کی جانب بیاضی نے امام احمد پر اس بے ہودہ الزام کو منسوب کیا ہے وہ معدوم ہے.

پھر امام احمد نے فضائل الصحابہ نامی کتاب میں ایک سو ننانوے صفحات خاص طور پر امیر المومنین علی بن ابو طالب کے فضائل کے تعلق سے لکھے ہیں

اورنعمت اللہ الجزائری اس سے بھی سخت بات کہتا ہے کہ احمد بن حنبل کی حماقت.

امام احمد بن حنبل نے روایت کیا کہ اگرکوئی آئے اور کہے کہ میں نے طلاق دینے کی قسم کھائی ہے کہ اس روز احمق سے بات نہیں کروں گا اور اس نے رافضی سے بات کی تو حانث ہوا کیونکہ اس نے امام علی کی مخالفت کی پس اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا ہے اس نے ابو بکر وعمر کے تعلق سے کہا اور یہ دونوں اہل جنت کے بڈھوں کے سردار ہیں [جامع ترمذی (۳۶۶۵) ابن ماجہ (۹۵) مسند احمد بن حنبل (۶۰۲) ان سب کی روایت علی بن ابو طالب سے ہے ابن حبان (۶۹۰۴) ابو جحیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے.

میں کہتا ہوں کہ احمق وہ ہے جو اس حدیث کو روایت کرے اور اس کی تصدیق کرے اور صحیح بات یہ ہے روایت یہ ہے کہ جنت کے اندر سوائے ابراہیم خلیل کے کوئی بوڑھا نہیں کیونکہ انہوں نے حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار کی مخالفت کی پس وہ اختلاف کے اندر غیر شعوری طور پر واقع ہو گئے.

اور احمق وہ ہے جو اللہ کے ساتھ اس کے احکام میں اور اس کے آراء پر

عمل کرنے میں شریک ہو.

اور صاحب کتاب علل الشرائع کہتا ہے کہ اور ہم سے ابوسعید محمد بن فضل بن محمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن محمد ابن محمود کو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابراہیم بن محمد بن سفیان کو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ احمد بن حنبل کی دشمنی علی بن ابوطالب کے ساتھ یہ تھی کہ ان کے دادا ذوالثد یہ جن کو علی بن ابوطالب نے نہروان کے روز قتل کیا وہ خارجیوں کا سردار تھا.

ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے یہ حکایت ابراہیم بن محمد ابن محمد بن سفیان سے اسی جیسی بات سنی.

ہم سے ابوسعید محمد بن فضل نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن محمد بن محمود نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے محمد بن احمد بن یعقوب الجوز جانی قاضی ہراۃ کو کہتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن فورک الہروی کو کہتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن خشرم کو کہتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے کہ میں احمد بن حنبل کی مجلس کے اندر تھا پس علی بن ابوطالب کا ذکر چھڑا پس کہا کہ آدمی مجرم نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ علی سے

تھوڑا سا بغض نہ رکھے.

اوراس کے علاوہ دیگر حکایت کے اندر علی بن خشرم کہتا ہے کہ پس انہوں نے مجھے مارا اور مجلس سے مجھے بھگا دیا.

حسین یحییٰ بجلی نے ہم سے بیان کیا کہتے ہیں کہ ہم سے میرے والد نے ابن عوانہ نے اور انہوں نے عطاء بن السایب سے بیان کیا کہتے ہیں کہ ابن عبادۃ صامت نے مجھ سے بیان کیا کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد اور پھر میرے دادا نے بیان کیا کہتے ہیں کہ: جب کسی انصاری کو علی بن ابوطالب سے بغض رکھتے ہوئے پاؤ تو سمجھ لو کہ اس کی اصل یہودی ہے

[دیکھئے صدوق کی کتاب علل الشرائع].

خاتمہ

اخیر میں ہم اس بحث کا خلاصہ پیش کرتے ہیں کہ یہی ائمہ مذاب اربعہ اہل سنت والجماعت کے ائمہ کے تعلق سے اثنا عشریہ شیعہ کا مذہب ہے اور وہ کتابوں کے درمیان مخفی ہیں.

ہم یہ بھی خلاصہ پیش کرتے ہیں کہ ائمہ اربعہ ابوحنیفہ مالک شافعی اور احمد سبھی اہل سنت کے امام ہیں اور ان کے مذاہب فقہی اور اجتہادی ہیں کتاب وسنت اور اقوال صحابہ پر مبنی ہیں نہ کہ عقیدہ سے متعلق الگ الگ مذاہب ہیں، اور اسلام خود ایک عقیدہ ہے.

اہل سنت والجماعت اور خاص طور پر ائمہ اربعہ اہل بیت کے ائمہ سے زیادہ اتباع کرنے والے اور ان سے اثنا عشریہ کے مقابلہ میں زیادہ محبت رکھنے والے ہیں جو ان کی شخصیتوں کی شان میں غلو کرتے ہیں اور ان کے امر کی مخالفت کرتے ہیں اور روایات گھڑتے ہیں، وہ ان کی جانب جھوٹ اور بہتان منسوب کرتے ہیں اور انہیں ائمہ میں سے خلیفہ راشد ہیں اور ان میں سے کچھ ائمہ علم ودین ہیں، لہٰذا وہ اثنا عشریہ کے جھوٹ سے بری ہیں.

اور اثنا عشریہ نے صحابہ کے بعد ائمہ اربعہ اور ان کے مذاہب میں سب

سے زیادہ طعن کیا ہے اور ائمہ اربعہ کے اوپر ان کے سارے طعن کسی عقلی اور نقلی دلیل پر مبنی نہیں ہیں، بلکہ وہ یا تو اس جانب جھوٹے ہیں، یا غلطی پر ہیں.

اور شافعی کے اوپر تہمت لگانا صحیح نہیں ہے، اور امام احمد نے فضائل صحابہ کے تعلق سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں خاص طور پر علیؓ کے فضائل کو ذکر کیا ہے اور یہ چیز امام احمد سے علی سے بغض رکھنے کے وجوب والی بات کو ختم کر دیتی ہے.

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوعات	ص
١	ائمہ اربعہ کے متعلق [فرقہ] شیعہ اثنا عشریہ کا نقطہ نظر	٢
٢	پہلی فصل: ائمہ اربعہ کے تعلق سے ایک مختصر سی جھلک	٦
٣	امام ابوحنیفہ نعمان رحمہ اللہ ٨٠تا١٥٠ ہجری	٦
٤	امام مالک بن انس امام دار الہجرۃ ٩٣ تا ١٧٩ ہجری	٧
٥	امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ١٥٠تا٢٠٤ ہجری	٨
٦	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ١٦٤تا٢٤١ ہجری	٩

٧	دوسری فصل: ائمہ اربعہ کے تعلق سے شیعہ اثنا عشریہ کا نقطہ نظر	۵١
٨	ائمہ اربعہ کے اوپر کتاب وسنت کی مخالفت کا الزام	[illegible]
٩	امامیہ کا یہ دعویٰ کہ مذاہب اربعہ کا دارومدار خواہشات کے اوپر ہے	.٩
١٠	شیعہ امامیہ کا امام ابوحنیفہ کے اوپر الزام لگانا	٧
١١	شیعہ امامیہ کا امام مالک رحمہ اللہ کے اوپر الزام لگانا	٩١
١٢	شیعہ امامیہ کا امام شافعی رحمہ اللہ کے اوپر الزام لگانا	١٢
١٣	شیعہ امامیہ کا امام احمد بن حنبل کے تعلق سے الزام لگانا	١٠
	خاتمہ	۴